عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہجرتِ نبوی سے ایک سبق

جلد: ۳۱ | ۲۴ تا ۳۰ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ فروری ۲۰۱۲ء | شمارہ: ۷

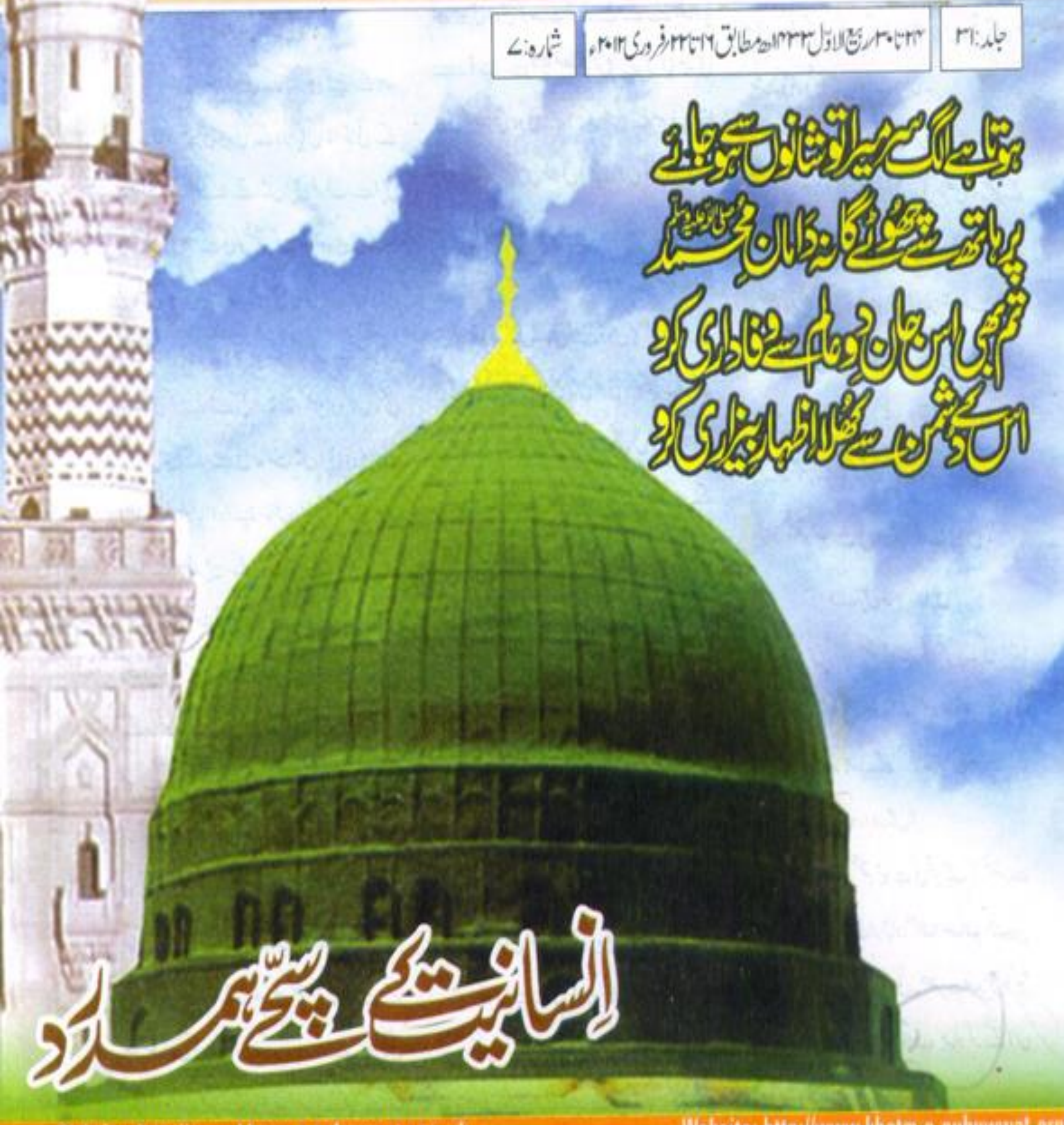

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

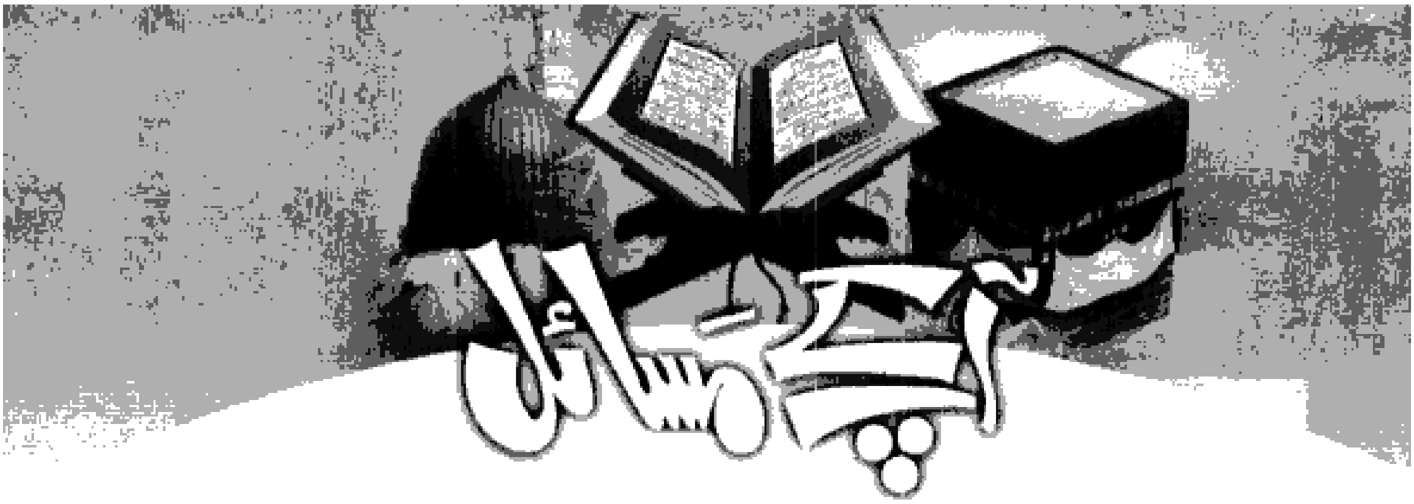

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

''تمھیں طلاق دے دوں گا'' کا شرعی حکم

محمد عمران، کراچی

س:... شادی کے کچھ ہی مہینے کے بعد میرے اور میری بیوی کے درمیان نااتفاقی کے حالات پیدا ہوگئے تھے، میں اپنی طرف سے اپنی بیوی کو خوش رکھنے کی کوشش کرتا تھا اور بیوی کی ہر فرمائش پوری کرتا تھا۔ میری بیوی میرا کہنا نہیں مانتی تھی، میں اس کو دوسرے اشخاص سے موبائل پہ باتیں کرنے سے منع کرتا تھا، لیکن وہ نہیں مانتی تھی۔ میں نے غصے کی حالت میں اپنی بیوی کے والدین کو بلوایا اور اپنے ساس، سسر، ماموں سسر اور اپنے والدین کے سامنے صرف اتنا کہا کہ ''میں تمھیں طلاق دے دوں گا اور تمھیں نہیں رکھوں گا۔'' اس کے بعد میری بیوی اپنے والدین کے ساتھ میکے چلی گئی اور تھوڑی دیر کے بعد واپس میرے گھر آ گئی اور ہم دونوں تقریباً تین مہینے ساتھ رہے، اس کے بعد پھر گھریلو جھگڑے شروع ہوئے اور ایک بار پھر میں نے اپنے ساس، سسر، سالا، سالے کی بیوی کو بلوایا اور میرے تمام گھر والے بھی موجود تھے۔ گھریلو جھگڑے ہونے کے بعد میری بیوی ناراض ہوکر دوبارہ اپنے میکے چلی گئی اور اب میرے ساس، سسر نے کہا ہے کہ عمران نے ''میری بیٹی کو دو مرتبہ طلاق'' دی ہے اور میری بیوی کو عدت گزارنے کے لیے بٹھادیا ہے۔ آپ سے اتنا معلوم کرنا ہے کہ کیا میری بیوی کو طلاق ہوگئی ہے؟ جبکہ میں نے صرف اتنا کہا ہے کہ ''تمھیں طلاق دے دوں گا، اور تمھیں نہیں رکھوں گا۔''

ج:... اگر واقعتاً شوہر نے صرف اتنا ہی کہا تھا کہ ''میں طلاق دے دوں گا'' تو اس سے بیوی پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی، کیونکہ یہ کہنا کہ ''طلاق دے دوں گا'' یہ وعدۂ طلاق ہے، طلاق نہیں، اس لئے وہ خاتون بدستور اپنے شوہر کے نکاح میں ہے۔ اس لئے بیوی کو چاہئے کہ وہ اپنے شوہر کا گھر آباد کرے۔ واللہ اعلم۔

شوہر کی مرضی کے بغیر خلع کی حیثیت

شکیل احمد، کراچی

س:... گزارش یہ ہے کہ میری شادی کو نو سال ہوچکے ہیں میری ایک بیٹی ہے، میں کوئی کام وغیرہ نہیں کرتا تھا، میری بیوی اپنی ماں کے پاس رہتی تھی، میری بیوی نے کورٹ سے خلع لے لیا ہے۔ خلع کو دو سال ہونے والے ہیں، لیکن اب میں اپنی بیوی سے رجوع کرنا چاہتا ہوں، اس لئے اب مجھے کیا کرنا ہوگا؟ میں اپنی بیوی کو دوبارہ رکھنا چاہتا ہوں۔ قرآن و سنت کی روشنی میں جواب دیں۔

ج:... کورٹ کی طرف سے جو خلع یا تنسیخ نکاح ہوا ہے، اگر وہ شوہر کی مرضی اور علم کے بغیر محض بیوی کے کہنے پر دیا گیا ہے، تو یہ شرعی طور پر خلع واقع نہیں ہوا، اور بیوی بدستور اپنے شوہر کے نکاح میں ہے، ایسی صورت میں دوبارہ نکاح کی ضرورت تو نہیں، لیکن احتیاطاً دوبارہ نکاح کرلینا بہتر ہے تاکہ کوئی شک وشبہ نہ رہے۔

ختم نبوت کی ابتدا کب ہوئی؟

اے ایل طاہر، کراچی

س:... ختم نبوت کی تحریک کی ابتدا کب ہوئی؟ آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب جھوٹے مدعیان نبوت نے دعویٰ کیا تھا یا کسی اور دور میں؟

ج:... ختم نبوت کی تحریک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد: ''انا خاتم النبیین لا نبی بعدی '' سے ہوئی۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے مدعیان نبوت کے خلاف جہاد کرکے اس تحریک کو پروان چڑھایا۔

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
کراچی

مجلسِ ادارت
مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۱ ۲۴تا۳۰ربیع الاول۱۴۳۳ھ مطابق ۱۷تا۲۳/فروری۲۰۱۲ء شمارہ:۷

سرپرست
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

قومی اسمبلی کا قادیانیوں پر یکار ڈاوپن ہوگیا	۵	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
انسانیت کے سچے ہمدرد!	۷	شمس الحق ندوی
سچے نبی کی سچی پیشگوئی (۲)	۹	مولانا محمد یوسف لدھیانوی
آپ ﷺ کی عالی ظرفی (۳)	۱۱	مولانا محمد عاشق الٰہی میرٹھی
صحبت باولیاء کے ثمرات	۱۳	الحاج گوہر رحمن ایڈووکیٹ
ہجرت نبوی سے ایک سبق!	۱۶	مولانا ابوالحسن علی ندوی
مولانا سید ارشد مدنی کا دورۂ پاکستان	۱۹	حافظ تنویر احمد شریفی
امراض مرزا قادیانی (۴)	۲۳	مولانا نور محمد تاندوی
قادیانیوں کی غیرآئینی سرگرمیاں....	۲۵	پروفیسر خباب احمد خان
قادیانیوں کے خلاف احتجاجی جلسہ راولپنڈی	۲۷	رپورٹ: مولانا زاہد وسیم

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک ۴۵ ڈالر

زرتعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے
چیک - ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ: 0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

دنیا سے بے رغبتی

اُمیدوں کا کوتاہ ہونا

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے جسم کے ایک حصے کو پکڑ کر (اور صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ میرے کندھے کو پکڑ کر) فرمایا: دُنیا میں اس طرح رہو گویا بے وطن اجنبی ہو بلکہ (اس سے بڑھ کر یوں سمجھو کہ گویا تم) راستہ طے کرنے والے مسافر ہو، اور اپنے آپ کو اہلِ قبور میں سے شمار کرو۔ حضرت مجاہدؒ کہتے ہیں کہ: مجھ سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب تم صبح کرو تو تمہارے دل میں شام کا خیال نہیں آنا چاہئے، اور جب شام کرو تو تمہارے دل میں صبح کا خیال نہیں آنا چاہئے، اور بیماری سے پہلے اپنی صحت سے اور موت سے پہلے اپنی زندگی سے کچھ حاصل کرلو، کیونکہ اے بندۂ خدا! تم نہیں جانتے کہ کل کو تمہارا کیا نام ہوگا؟ (زندہ کہلاؤ گے یا مُردہ؟)۔" (ترمذی، ج:۲، ص:۵۷)

آخرت سے غفلت اور طاعت وعبادت میں سستی وکوتاہی کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ آدمی دُنیا میں اس طرح جی لگا کر بیٹھ جاتا ہے گویا اسے بس یہیں رہنا ہے، اس ویرانۂ دُنیا کو آباد کرنے کے لئے ہزاروں تجویزیں سوچتا ہے، بیسیوں منصوبے بناتا ہے، اور لمبی لمبی اُمیدیں باندھتا ہے، آخرت کا تصور ان خیالی آرزوؤں میں دَب کر رہ جاتا ہے اور آدمی کی حالت دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا اس کو فرشتۂ اَجل کا کبھی سامنا نہیں ہوگا:

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں

سامان سو برس کا، پَل کی خبر نہیں!

شیخ چلی کا قصہ مشہور ہے، جسے لطیفے کے طور پر سن کر ہم ہنسا کرتے ہیں، لیکن غور کیجئے تو ہم میں سے ہر شخص شیخ چلی ہے، جو خیالی دُنیا میں مگن ہوکر طویل المیعاد منصوبے بناتا ہے، لیکن موت کی ٹھوکر ہمارے خیالاتی شیش محل کو ریزہ ریزہ کردیتی ہے، اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طولِ اَمل اور خیالی منصوبہ بندی کا علاج تجویز فرمایا ہے، اور وہ مراقبۂ موت ہے۔

اس ارشادِ نبوی کے مطابق ایک مؤمن کو دُنیا میں اس طرح رہنا چاہئے گویا وہ اجنبی مسافر ہے۔ جو شخص چندروز کا ویزا لے کر کسی غیر ملک میں ضروری کام سے گیا ہو، اس کی حیثیت اس ملک میں اجنبی مسافر کی ہوگی، اگر وہ اپنے کام سے غافل ہوکر اس ملک کی تعمیر و ترقی اور وہاں کی دل فریبیوں میں دلچسپی لینے اور لمبے لمبے منصوبے سوچنے لگے تو یہ اس کی حماقت ہوگی، اسے وقتِ مقررہ پر وہاں سے بہرحال کوچ کرنا ہوگا، اور اس کے سب خیالی منصوبے نہ صرف یہ کہ مہمل اور فضول ہوکر رہ جائیں گے، بلکہ جس مقصد کے لئے وہ وہاں گیا تھا اس میں بھی ناکام ہوکر واپس آئے گا۔ ٹھیک یہی کیفیت آدمی کی اس دُنیا میں ہے، وہ یہاں بہت ہی مختصر سی مہلت کے لئے آیا ہے، اور ایک اہم ترین مقصد کی تکمیل کے لئے آیا ہے، اگر اس مقصد سے ہٹ کر وہ یہاں کی اُدھیڑبُن میں وقت ضائع کردے گا تو "خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَة" کا مصداق ہوگا۔

اور پھر غیر وطن میں جو شخص جاتا ہے گو وہ وہاں کا باشندہ نہیں بلکہ اجنبی ہوتا ہے، تاہم چندے اس کو وہاں قیام کرنا ہے۔ غور کیا جائے تو دُنیا میں انسان کی یہ حیثیت بھی نہیں بلکہ وہ ابتدائے آفرینش سے آخری لمحۂ زندگی تک مسلسل شاہراہِ حیات کا مسافر ہے، ایک لمحے کے لئے بھی اس کا سفرِ حیات منقطع نہیں ہوتا، بلکہ ہر لمحہ اسے دُنیا سے موت کی آغوش میں دھکیل رہا ہے، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ترقی کرکے

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

فرماتے ہیں کہ دُنیا میں اپنے آپ کو صرف اجنبی ہی کی طرح نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر اس مسافر کی طرح سمجھو جو جادۂ منزل پر گامزن ہے، اور چونکہ اس سفر کی پہلی منزل موت ہے اس لئے اپنے آپ کو اہلِ قبور کی صف میں شامل سمجھو، آج نہیں تو کل وہاں جاپہنچو گے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مراقبہ تعلیم فرمایا تھا، وہ اس حدیث کو روایت کرتے ہوئے اپنے شاگرد حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فرماتے تھے کہ: صبح ہو تو شام کی فکر مت کرو، اور شام ہو تو صبح کی فکر مت کرو، خدا جانے تم صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک یہاں رہو گے بھی یا نہیں؟ صبح ہو تو یوں تصور کرو کہ شاید یہ میری زندگی کی آخری صبح ہو اور آج کے بعد میں سورج کو طلوع ہوتے ہوئے نہ دیکھوں، اور شام ہو تو یہ خیال کرو کہ ممکن ہے یہ شام میری شامِ زندگی ہو، اور اس کے بعد مجھے کوئی شام میسر نہ آئے، کتنے ہی اللہ تعالیٰ کے بندے ایسے ہیں جو موت سے غافل، خوش گپیوں میں مشغول ہیں، حالانکہ ان کا کفن ڈھل کر دُکان پر آچکا ہے۔

اور اس مراقبۂ موت کا مقصد یہ ہے کہ جو لمحۂ زندگی جس حالت میں بھی تمہیں میسر ہے اس کو غنیمت سمجھ کر آخرت کی تیاری کرو، بیماری سے پہلے صحت میں اپنا توشہ تیار کرلو، اور موت سے پہلے زندگی کو نیک اعمال سے کارآمد بنالو۔ بندۂ خدا! تمہیں کیا معلوم ہے کہ کل تمہیں کس نام سے پکارا جائے گا؟ تمہارا نام زندوں میں ہوگا یا مُردوں کے رجسٹر میں اندراج کردیا جائے گا؟ لوگ "مدظلہٗ" کہہ کر تمہارا نام لیں گے یا "مرحوم" کہہ کر تمہیں یاد کیا جائے گا؟

خیرے کن اے فلاں وغنیمت شمار عمر

پیش زانکہ بانگے برآید فلاں در جہاں نماند

(جاری ہے)

اداریہ

مولانا اللہ وسایا مدظلہ

قادیانی مسئلہ پر مشتمل

قومی اسمبلی کا خفیہ ریکارڈ اوپن ہوگیا!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

۲۹ رمئی ۱۹۷۴ء کو چناب نگر ریلوے اسٹیشن پر قادیانی اوباشوں نے اس وقت کے قادیانی دھرم کے گرو مرزا طاہر کی قیادت میں نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء پر قاتلانہ حملہ کیا۔ اس کے ردعمل میں پاکستان میں تحریک چلی۔ اس وقت پاکستان کے وزیراعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو تھے۔ انہوں نے قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کرانے کے لئے قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی میں تبدیل کردیا۔ اس وقت قومی اسمبلی کے اسپیکر جناب صاحبزادہ فاروق علی خان تھے۔ وہ قومی اسمبلی کی اس خصوصی کمیٹی کے بھی چیئرمین قرار پائے۔ ان کی زیرصدارت مہینہ بھر کمیٹی کے اجلاس وقفہ وقفہ سے منعقد ہوتے رہے۔ تب یہ طے پایا تھا کہ قادیانی ولاہوری دونوں گروہوں کے سربراہان کو خصوصی کمیٹی میں بلا کر ان کا موقف سن کر فیصلہ کیا جائے۔ قادیانی جماعت کے چیف گرو مرزا ناصر اور لاہوری گروپ کے لاٹ پادری صدرالدین لاہوری، مسعود بیگ لاہوری، عبدالمنان لاہوری پیش ہوئے۔ تب پاکستان کے اٹارنی جنرل جناب یحیٰ بختیار تھے۔

چنانچہ طے ہوا کہ تمام قومی اسمبلی کے اراکین جو خصوصی کمیٹی کے بھی اراکین قرار پائے تھے وہ قادیانی، لاہوری گروپ کے قائدین سے قادیانی دھرم کے بارے میں سوالات کرسکتے ہیں۔ لیکن وہ تمام سوالات اٹارنی جنرل یحیٰ بختیار کے ذریعہ ہوں گے۔ چنانچہ ۵ راگست ۱۹۷۴ء سے ۱۰ راگست اور ۲۰ راگست سے ۲۴ راگست تک گیارہ دن قادیانی جماعت کے چیف گرو مرزا ناصر کا بیان اور اس پر جرح ہوئی۔ ۲۷، ۲۸ راگست، لاہوری گروپ کے نمائندوں کا بیان اور ان پر جرح ہوئی۔

۵، ۶ رستمبر کو دو دن اٹارنی جنرل کا خصوصی کمیٹی کے سامنے عمومی بیان ہوا۔ اس خصوصی کمیٹی کے کل پندرہ دن کئی اجلاس منعقد ہوئے۔ ۷ رستمبر کو قومی اسمبلی کا اجلاس ہوا جس میں قادیانی، لاہوری مرزا قادیانی کے ماننے والے دونوں گروہوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دے دیا۔

اس زمانہ میں قومی اسمبلی کی یہ تمام تر کاروائی آڈیو ریکارڈ کے ذریعہ محفوظ کی گئی۔ خصوصی کمیٹی کی اس تمام کاروائی کو ٹاپ سیکرٹ (انتہائی خفیہ) قرار دے کر سربمہر کردیا گیا۔ البتہ اسمبلی کے قواعد وضوابط کے مطابق تمام آڈیو کیسٹوں سے اسے کاغذ پر اسمبلی کے عملہ نے منتقل کیا۔ ہر روز کی کاروائی پر مشتمل غالباً بڑے سائز کے سول رجسٹر تیار ہوئے۔ اس خصوصی کمیٹی کی کاروائی کو انتہائی خفیہ کاروائی قرار دے کر اس کی اشاعت کو ممنوع اس لئے قرار دیا گیا کہ قادیانی گروہ نہیں چاہتا تھا کہ ہمارا کچا چٹھا قادیانی عوام کے سامنے آئے کہ کس طرح دن رات ہر اجلاس میں کئی بار قادیانی قیادت نے اپنے عقائد ونظریات سے انحراف کیا۔ سیاہ دلی کے ساتھ سفید جھوٹ بولے۔ خود قادیانی خواہشات کی تکمیل وقادیانیوں کی ناز برداری کے لئے اس کاروائی کو منظر عام پر نہ لایا گیا۔ لیکن قادیانی شاطر قیادت نے دن رات جھوٹ بول کر اپنے عوام کے سامنے میاں مٹھو بنے کہ اگر اسمبلی کی وہ کاروائی چھپ جائے تو آدھا پاکستان قادیانی ہوجائے۔ قادیانی سربراہ مرزا طاہر کا یہ بیان تاریخ کا حصہ ہے۔

ان دنوں جس ٹیم نے قادیانی مسئلہ کو قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کے سامنے پیش کرنے کے لئے محنت کی۔ فقیر راقم کو بھی ان کی جوتیوں میں بیٹھنے کی سعادت حاصل تھی۔ تب مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ، چوہدری ظہور الٰہی اور دیگر اراکین اسمبلی دن بھر کی کاروائی سنانے کے لئے شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے پاس راولپنڈی پارک ہوٹل تشریف لاتے۔ ان کی تمام گفتگو، قادیانیوں سے سوالات وجوابات کو تفصیل کے ساتھ فقیر کاپی پر نوٹ کرتا رہتا۔ اسمبلی میں بھی رپورٹنگ کے لئے ساتھی موجود ہوتے تھے۔ جو ہنڈس لیتے رہتے تھے۔ وہ تمام کاروائی فقیر قلمبند کرتا رہا۔ کچھ مواد ممبران سے بھی مل جاتا اس طرح ''تاریخی قومی دستاویز'' کتاب تیار ہوگئی۔

اس دوران میں اللہ رب العزت کے کرم کا معاملہ ہوا کہ جوہانسبرگ میں لاہوری گروپ کی طرف سے ایک کیس دائر ہوا۔ جوہانسبرگ افریقہ کے

مسلمانوں نے رابطہ عالم اسلامی سے اس کیس کی پیروی کے لئے مدد مانگی۔ رابطہ نے پاکستان کے اس وقت کے صدر جناب ضیاءالحق سے اس کی پیروی کی درخواست کی۔ پاکستان سے بھاری بھرکم سرکاری وفد افریقہ کے لئے گیا۔ اس میں پاکستان کے لاء سیکرٹری جناب جسٹس (ر) محمد افضل چیمہ صاحب بھی تھے۔ چنانچہ چیمہ صاحب کے ذریعہ وفد کو پاکستان کی قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کی وہ کاروائی جو آڈیو سے رجسٹروں پر منتقل کی گئی تھی۔ اس کی مکمل کاپی صدر مملکت کے حکم پر فراہم کی گئی۔ اس وفد میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنمایان حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ اور بہت سارے حضرات شریک تھے۔ چنانچہ اس خصوصی کمیٹی کی انتہائی خفیہ کاروائی کی کاپی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ان رہنماؤں کو بھی میسر آ گئی۔ کتاب فقیر نے مرتب کی تھی۔ وہ بلا مبالغہ پچاس ساٹھ ہزار کے قریب چھپ کر دنیا میں تقسیم ہوئی۔ انگلش، بنگلہ وغیرہ زبانوں میں اس کے تراجم ہوئے۔

قادیانی جب اسمبلی کی کاروائی کا تذکرہ کرتے تو اس کا خلاصہ یا مفہوم (تاریخی قومی دستاویز) جو بھی آپ فرمائیں ان کے سامنے کیا جاتا تو وہ دم بخود ہو جاتے۔ قادیانی قیادت اس صورت حال سے بہت پریشان ہوئی۔ ''قومی تاریخی دستاویز'' پونے چار سو صفحات کی کتاب کی اہمیت کم کرنے کے لئے قادیانی قیادت نے مستقل جھوٹ گھڑنے والی پارٹی کا اجلاس کیا اور ایک مضمون تیار کر کے انٹرنیٹ پر رکھ دیا کہ یہ کتاب غلط بیانی پر مشتمل ہے۔ ہم ان سے کہتے رہے کہ یہ غلط ہے۔ جو صحیح ہے وہ آپ لائیں۔ لیکن جھوٹ بولنا اور جھوٹ کی پردہ داری پر سانپ سونگھ جانا، یہ قادیانی قیادت کے حصہ میں لکھا ہے۔ غرض اس پر سالہا سال بیت گئے۔

ایک بار محترمہ بینظیر بھٹو کے عہد حکومت میں قومی اسمبلی کے ریکارڈ روم میں آگ بھڑک اٹھی۔ جو ریکارڈ جل گیا ان میں وہ قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کا آڈیو ریکارڈ بھی تھا۔ اس سے تشویش ہوئی کہ قادیانی اس ریکارڈ کو ضائع کرنے کے درپے ہیں۔ لیکن اطمینان تھا کہ آڈیو سے وہ کاغذوں پر منتقل شدہ حصہ ریکارڈ محفوظ تھا۔ آج سے تقریباً چھ ماہ قبل ایک دن خبر آئی کہ محترمہ ڈاکٹر فہمیدہ مرزا اسپیکر قومی اسمبلی پاکستان نے اس کاروائی کو اوپن کرنے کا حکم دے دیا ہے۔ اور وہ کاروائی قومی اسمبلی سیکرٹریٹ شائع کر رہا ہے۔ اس اقدام کا ملک بھر میں خیر مقدم کیا گیا۔ اس پر خوشی کے جذبات پر مشتمل مضامین ہم نے شائع کئے۔

لیکن زخمی سانپ کی طرح قادیانی قیادت بلوں میں تڑپتی رہی۔ انہوں نے چپ کا روزہ نہ توڑا۔ محترمہ فہمیدہ مرزا کے بیان پر بھی چھ ماہ بیت گئے۔ اسمبلی کی کاروائی نہ چھپی تو پھر قادیانیوں نے کہنا شروع کیا کہ وہ کیوں نہیں چھاپتے۔ وہ اعلان کا کیا بنا؟ ہمیں اس پر شبہ ہوا کہ شاید پھر قادیانیوں نے اس پر پابندی نہ لگوا دی ہو۔ آج سے چند ماہ قبل بزنس ریکارڈز اسلام آباد میں بٹ صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا کہ وہ کاروائی چھپ گئی ہے۔ اس کی بابت تسلی تو ضرور ہوئی۔ لیکن ابھی واہمہ کا شکار تھے کہ اب ۲۰ رجنوری ۲۰۱۲ء کے روزنامہ جنگ میں خبر شائع ہوئی ہے جسے پڑھ کر ہمارے جسم کا ذرہ ذرہ خوشی سے وجد کرنے لگا۔ آپ بھی خبر پڑھیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔

لیجئے باقی باتیں پھر۔ ابھی تو آپ خبر پڑھیں جو یہ ہے:

''اسلام آباد (طاہر خلیل) قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کا خفیہ پارلیمانی ریکارڈ اوپن کر دیا گیا۔ اسپیکر ڈاکٹر فہمیدہ مرزا نے ۳۸ سال بعد قادیانی آئینی ترمیم کا خفیہ ریکارڈ اوپن کرنے کی منظوری دے دی ہے۔ ذرائع نے بتایا ہے کہ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو بھٹو دور میں قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے لئے قومی اسمبلی نے تیسری آئینی ترمیم کی منظوری دی تھی۔ اس مقصد کے لئے پورے ایوان کو قائمہ کمیٹی قرار دے کر اس کے خفیہ اجلاس منعقد کئے گئے۔ چار خفیہ اجلاس میں جماعت احمدیہ کے اس وقت کے سربراہ مرزا طاہر احمد (مرزا ناصر احمد نہ کہ مرزا طاہر احمد) نے دلائل دیئے تھے جس پر اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار نے تفصیلی جرح کی۔ چونکہ ساری کاروائی خفیہ تھی۔ اس لئے تحریری ریکارڈ پارلیمنٹ ہاؤس میں سربمہر رکھا گیا۔ ذرائع نے کہا کہ آفیشل سیکرٹ ایکٹ کے تحت کوئی بھی دستاویز ۳۰ سال تک خفیہ رہ سکتی ہے۔ تیس سال کے بعد اسے اوپن کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ ۳۸ سال کے بعد موجودہ اسپیکر نے خفیہ قادیانی ترمیمی بل کا سارا ریکارڈ اوپن کرنے کی منظوری دے دی۔

ذرائع نے یہ بھی انکشاف کیا کہ قادیانی آئینی بل کا خفیہ آڈیو ریکارڈ بینظیر دور ۱۹۹۳ء میں جل گیا تھا۔ قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے خفیہ ریکارڈ کی تیاری اور طباعت پر قومی اسمبلی کو ۴۶ لاکھ روپے خرچ کرنا پڑے ہیں اور سارا ریکارڈ اوپن کر کے جمعرات کو پارلیمنٹ ہاؤس کی لائبریری میں رکھ دیا گیا ہے۔ جہاں ارکان اس سے استفادہ کر سکیں گے۔ علاوہ ازیں سینٹ کے اپوزیشن لیڈر مولانا عبدالغفور حیدری نے بھی قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کا پارلیمانی ریکارڈ حاصل کرنے کے لئے قومی اسمبلی سیکرٹریٹ سے باضابطہ رابطہ کر لیا ہے۔''

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

انسانیت کے سچے ہمدرد!

شمس الحق ندوی

یہ سب جانتے ہیں کہ اسلام جس ماحول وفضا میں آیا وہ فضا اس کے لئے بالکل اجنبی و ناسازگار تھی، اسلام کی آواز ایک نامانوس آواز تھی، لوگ وحشت و بربریت، عیش و عشرت، شراب و کباب، طاؤس و رباب کی جو زندگی گزار رہے تھے اس میں کوئی قدغن لگانا اور یہ کہنا کہ اپنی خواہشات ونفس پرستی کے اس پنجرے سے باہر نکلو، انسانیت وخودشناسی کی کھلی فضا میں سانس لو، اوہام وخرافات کے گورکھ دھندوں کے پھندوں کو کاٹ دو اور ہاتھ پاؤں سیدھے کرکے آزادانہ اس راہ پر چلو جس پر چلنے کے لئے تم پیدا کئے گئے ہو، بڑے دل وجگر کا کام تھا۔

لیکن حدیث پاک کے مطابق اسلام کا آغاز اسی مسافرانہ بے کسی میں ہوا، مشہور عرب صاحب قلم مصطفیٰ صادق الرافعی کی تعبیر میں اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم عربوں کے سامنے اس طرح اسلام کو پیش کررہے تھے جیسے وحشی اور جنگلی لوگوں کو سونا پیش کیا جائے اور وہ اس سونے کو اس سے زیادہ کچھ نہ سمجھیں کہ یہ ایک چمکدار چیز ہے، بس اس کی اور کوئی قیمت نہیں، یہ ان کے کسی کام کا نہیں، حالانکہ سونا ہی وہ دھات ہے جس پر سارے انسانی کاروبار اور لین دین کا انحصار ہے، اہل عرب اس کی عداوت اور احمقانہ مخالفت پر تلے رہے اور آپ کی دعوت کو قصہ کہانی کا درجہ دیتے رہے، وہ اسلام سے اس قدر متوحش تھے اور دور بھاگتے تھے جیسے کسی دمہ کے مریض کو کوئی طبیب یہ علاج بتائے کہ تم شدید سردی کی رات میں کھلی فضا میں لیٹ کر ستاروں کی کرنوں سے اپنے سینے کو سینکو تو تمہارا یہ مرض دور ہوجائے گا۔

عربوں کا یہی حال تھا کہ وہ اسلام کو اس طبیب ناداں کے مشورہ کا درجہ دے رہے تھے اور اس سے دور بھاگ رہے تھے، بھاگ ہی نہیں رہے تھے بلکہ اسلام کی دعوت دینے والے کو مار اور ستا رہے تھے، اس پر ایمان لانے والوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ رہے تھے، ایسا کہ سننے اور دیکھنے والے کا جگر شق ہو، لیکن ہوا کیا؟ جب داعی اسلام اور آپ کے جانباز صحابہ آزمائش کی اس کٹھن گھڑی میں ثابت قدم رہے، امتحان وآزمائش کے ان شدید ترین لمحات کو گلے سے لگایا اور قرآن کریم کی تعبیر میں:

"هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا" (الاحزاب:۱۱)

ترجمہ: "وہاں مومن آزمائے گئے اور سخت طور پر ہلائے گئے وہ اس امتحان میں کھرے نکلے اور بول اٹھے۔"

"قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّا اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا۔" (الاحزاب:۲۱)

ترجمہ: "کہنے لگے یہ وہی ہے جس کا خدا اور اس کے پیغمبر نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ کہا تھا اور اس سے ان کا ایمان اور اطاعت اور زیادہ ہوگئی۔"

ان جانباز صحابہ کرامؓ کے اس عشق ومستی نے یہ اثر دکھایا کہ لوگوں کی آنکھیں کھلنے لگیں اور علامہ سید سلیمان ندویؒ کی زبان میں:

"رفتہ رفتہ یہ اجنبیت دور ہوگئی، بیگانگی کافور ہوگئی، آواز کی کشش اور نوائے حق کی بانسری نے دلوں میں اثر کیا، کان والے سننے لگے اور جو سنتے گئے سر دھنتے گئے، یہاں تک کہ وہ دن آیا کہ سارا عرب اس کیفیت سے معمور اور اس شراب سے مخمور ہوگیا۔"

سید صاحبؒ کے الفاظ میں:

"اب وہ قافلہ بن کر آگے چلا، عرب کے ریگستانوں سے نکل کر عراق کی نہروں اور شام کے گلستانوں میں پہنچا، پھر آگے بڑھا اور ایران کے مرغزاروں اور مصر کی وادیوں میں آکر ٹھہرا، اس سے آگے بڑھا تو ایک طرف خراسان وترکستان ہوکر ہندوستان کے پہاڑوں پر اس کا جلوہ نظر آیا اور دوسری طرف افریقہ کے صحراؤں کو طے کرکے اس کا نور بحر ظلمات کے کنارے چمکا۔"

یہ وہ تاریخی حقیقت ہے جس کو دنیا کا کوئی مورخ جھٹلا نہیں سکتا، اس چشمہ حیواں سے دنیائے انسانیت کیسے سیراب ہوئی، اس نے دنیائے انسانیت میں کیسے گل بوٹے کھلائے اس کا انکار عین نصف النہار کے وقت سورج کے وجود کا انکار ہے، لیکن آج کل سے زیادہ اس آواز کو دبانے بلکہ نیست ونابود کردینے کی سازشیں کی جارہی ہیں، منصوبے اور پلان بنائے جارہے ہیں، کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ اب اس آواز کی تاثیر ختم ہوگئی؟ کیا اس نے اپنی قوت وطاقت کھودی؟ کیا اب اس میں انسانوں کے لئے فلاح وبہبود کا کوئی پیغام نہ رہا؟ ایسا نہیں ہے۔ یہ آیت

خدائی آواز تھی جو انسانوں کو ہدایت و رہنمائی کے واسطے قیامت تک کے لئے آئی تھی، اس میں وہی آب وتاب اب بھی باقی ہے اور باقی رہے گی، اگر کوئی کمی اور کمزوری پیدا ہوئی ہے تو وہ اس کو لے کر چلنے والوں میں پیدا ہوئی ہے، زمانہ کتنی ہی کروٹیں بدلے، ایجادات و اختراعات کے میدان میں خواہ کتنا ہی انقلاب آجائے، لیکن اسلام کی حقانیت اور پورے عالم انسانیت کے لئے اس میں فلاح و بہبود کی جو صلاحیت رکھ دی گئی ہے اس میں کوئی کمی نہیں آسکتی، پھر یہ کیسی ناقدری ہے کہ اس پر ایمان وعقیدہ رکھنے والوں ہی کی ایک تعداد مغرب کے سحر سامری کا شکار ہوکر اور جدید تہذیب وتغیر زمانہ سے متاثر ہوکر اس کی افادیت سے انکار کرنے لگے اور اس میں بقول شاعر:

''خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں''

اس سے کس کو انکار ہوسکتا ہے کہ اس وقت پوری دنیا پیاسی ہے، مگر وہ اپنی پیاس بجھانے کے لئے نظریات ومفروضات کے صحرا کے سراب کے پیچھے بھاگ رہی ہے اور جس چشمہ حیواں سے اس کی پیاس بجھے گی، اس کی طرف سے متوحش ہے، ایسے میں ضرورت ہے کہ ملت اسلامیہ کے سپوت اور جانباز میدان میں آئیں اور اپنے اخلاق وکردار اور زبان وقلم سے اس وحشت کو دور کریں جو اسلام کی طرف سے اقوام عالم کے دلوں میں اتار دی گئی ہے، یہود ونصاریٰ کی سازشوں نے اس کی تاریخ پر ایسے بدنما خول چڑھا دیئے ہیں جن کا اتارنا اور حقائق اسلام کا واشگاف کرنا ضروری ہے اور یہ کام وہی خوش نصیب کرسکتے ہیں، جن میں لکھنے، بولنے کی صلاحیت کے ساتھ ایثار وقربانی کا جذبہ وحوصلہ ہو جو فوری اور عارضی نفع پر دائمی اور یقینی نفع کو ترجیح دیتے ہوں اور ان کے سر میں عشق وسرمستی کا سودا سما جائے، وہ اسلام کے مردان کار کی مثالی زندگی سے، ان کے ایثار وقربانی سے روشنی حاصل کریں اور ان کی راہ پر چل پڑیں تو وہ آج کی تاریک فضا میں قندیل رہبانی کا کام کرسکتے ہیں اور یہی انسانیت کے سچے ہمدرد کہلائے جاسکتے ہیں۔

اسلام تو قیامت تک کے لئے آیا ہے اور رہے گا اور اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ رہے گا، ہمیں تو یہ دیکھنا ہے کہ اس میں ہمارا کیا حصہ ہوتا ہے، ہم اس کے جانباز سپاہی ثابت ہوتے ہیں یا حالات و ماحول کا بہانہ کرکے پیچھے ہٹتے اور اپنی قسمت کا ستارہ ڈوبتے ہیں؟

☆☆..............☆☆

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا دورہ سندھ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی سندھ کے دس روزہ دورہ پر تشریف لائے، جہاں ۲۸ تا ۳۱/ دسمبر کو کبیر مسجد نواب شاہ میں ردقادیانیت کورس میں شرکت کی اور کبیر مسجد اور دیگر مساجد میں بیانات ہوئے۔ ۳۱/ دسمبر کا خطبہ جمعہ بھی نواب شاہ میں دیا۔ رات ٹنڈو آدم مولانا احمد میاں حمادی کی دعوت پر اسٹیشن کے قریب مسجد میں جلسہ ختم نبوت سے خطاب کیا۔

یکم جنوری مولانا مفتی حفیظ الرحمن رحمانی کی معیت میں پیر آف جھنڈا تشریف لے گئے، جہاں پیر فضل حق اور پیر رضاء اللہ سے ملاقات کی اور جماعتی کارگزاری سے آگاہ کیا اور دعا کی درخواست کی۔ دوپہر کا کھانا حضرت پیر فضل حق مدظلہ شاگرد رشید مولانا عبید اللہ سندھیؒ کے ہاں تناول کیا۔ بعد نماز عصر جامعہ دارالعلوم الحسینیہ شہداد پور کے طلبا اور اساتذہ کرام سے خطاب کیا اور عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کے سلسلہ میں ذمہ داریوں سے آگاہ کیا، بعد نماز عشاء بھٹ شاہ میں جلسہ ختم نبوت سے خطاب کیا۔ یکم جنوری بعد نماز مغرب جامع صدیق اکبرؓ کے طلبا اور اساتذہ کرام سے خطاب کیا، بعد نماز عشاء ملی مسجد میں مولانا قاضی احسان احمد کی رفاقت میں ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کیا۔

۳/ جنوری قاضی صاحب کی معیت میں گولہ بالچوٹ اور ٹنجر چانگ میں مدرسہ عربیہ خاتم النبیین کا معائنہ کیا، بعد نماز ظہر جامع فاروقیہ ٹنڈو الہ یار کے طلبا اور طالبات کو عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت پر لیکچر دیا۔

۴/ جنوری مولانا محمد علی صدیقی کی دعوت پر میرپور خاص میں بعد نماز عشاء جلسہ سے خطاب کیا۔

۵/ جنوری بعد نماز فجر مولانا مفتی مسعود احمد کی دعوت پر ان کی مسجد میں خطاب کیا اور ان کے ہاں ناشتہ کیا، بعد نماز عشاء مدرسہ اشاعت القرآن ڈگری کی جامع مسجد میں جلسہ سے خطاب کیا۔ مولانا محمد علی صدیقی ساتھ رہے، بعد نماز ظہر مٹھی، تھرپارکر کے مدرسہ میں مولانا محمد موسیٰ مدظلہ کی دعوت پر خطاب کیا اور بعد نماز عشاء اسلام کوٹ میں جلسہ سے خطاب کیا اور قادیانیوں کی تھرپارکر میں ریشہ دوانیوں سے آگاہ کیا۔

۶/ جنوری جمعہ کا خطبہ مولانا احمد علی کی دعوت پر ننگر پارکر میں دیا، جبکہ عشاء کی نماز کے بعد جامع مسجد صدیقیہ نوکوٹ میں مولانا مختار احمد کی رفاقت میں درس دیا۔

۷/ جنوری سوا پانچ بجے کی گاڑی پر حیدرآباد تشریف لے گئے اور حیدرآباد سے ڈائیو کے ذریعہ بہاولپور تشریف لے گئے اور رات کا قیام بہاولپور دفتر میں کیا۔

سچے نبی کی سچی پیش گوئی!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سابق نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے کئی برس پہلے ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں ”سچے نبی کی سچی پیش گوئی“ کے موضوع پر خطاب فرمایا تھا جسے قندِ مکرر کے طور پر قارئین کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔(ادارہ)

گزشتہ سے پیوستہ

یعنی حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ، اُمیہ بن خلف سے کہنے لگے کہ: یار کوئی ایسا وقت تلاش کرو جس میں بیت اللہ شریف میں کوئی اور نہ ہو، اس وقت کوئی نہ جاتا ہو تاکہ میں تنہائی میں اپنے رب سے باتیں کرسکوں۔ وہ کہنے لگا: بہت اچھا! دونوں دوپہر کے وقت چلے گئے دوپہر اور وہ بھی مکہ مکرمہ کی دوپہر! اب تو ٹھنڈی اینٹیں لگی ہوئی ہیں، یعنی سفید ٹھنڈے پتھر لگے ہوئے ہیں، جو گرم ہی نہیں ہوتے۔ ابن بطوطہ نے لکھا ہے کہ: ایک دفعہ دوپہر کو میں بیت اللہ شریف کا طواف کرنے کے لئے چلا گیا، چلا تو گیا، جب میں نے مطاف میں قدم رکھا تو میرا پاؤں وہیں چپک گیا، بڑی مشکل سے میں نے پاؤں چھڑایا اور پیچھے لوٹ آیا، تو یہ اس وقت کی بات ہے۔ بہر حال ابوصفوان اُمیہ بن خلف نے دن کے بارہ بجے ان کے طواف کے لئے وقت تجویز کیا، کیونکہ اس وقت کوئی نہیں ہوگا، تو بیت اللہ جاتے ہوئے راستہ میں ابوجہل مل گیا، ابوجہل کہنے لگا یہ کون ہے؟! ابوصفوان اُمیہ بن خلف کہنے لگا: یہ میرے دوست یثرب کے رہنے والے سعد بن معاذ ہیں، اس پر ابوجہل نے کہا کہ تم نے ہمارے باغیوں کو پناہ دے رکھی ہے اور آرام سے بیت اللہ کا طواف بھی کررہے ہو؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ مدینے کے سردار تھے اور یہ مکہ کا سردار تھا، دو سرداروں کی جنگ تھی، حضرت سعد بن معاذؓ نے ڈانٹ کر فرمایا کہ: زیادہ باتیں نہ کرو، تمہارا قافلہ ملک شام سے آتا ہے، میں اس کا ایک دانہ بھی مکہ نہیں پہنچنے دوں گا! اس پر تیرا ابوجہل تو چپ ہوگیا مگر ابوصفوان اُمیہ بن خلف، سعد بن معاذؓ سے کہنے لگا کہ: تم اس وادی کے چوہدری کو اس طرح جھڑکتے ہو، چونکہ لوہا گرم تھا، اس لئے حضرت سعدؓ اسے بھی فرمانے لگے کہ: زیادہ باتیں نہ کر! کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ وہ تجھے قتل کریں گے! کفر و ایمان کا مسئلہ اپنی جگہ، مگر چونکہ ان دونوں کی دوستی عہد جاہلیت سے چلی آرہی تھی، وہ ایک دوسرے کے گھر رہتے تھے، لیکن جب حضرت سعدؓ نے اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی بتلائی تو مسلمانوں کے ہاتھوں اسے اپنے مارے جانے کا یقین ہوگیا، اور گھبرا کر قسم اٹھائی کہ اب مکہ سے باہر نہیں جاؤں گا۔

سچے نبی کی سچی اور جھوٹے کی جھوٹی پیش گوئی کا فرق:

ایک طرف سچے نبی کی سچی پیش گوئی ہے کہ اس پر کافروں کو بھی یقین ہے، اور دوسری طرف جھوٹے کی جھوٹی پیش گوئی ہے کہ نہ صرف یہ کہ وہ پوری نہ ہوئی بلکہ مرزا قادیانی بمع اپنی پوری اُمت کے آتھم کے لئے بددعا کرتا رہا کہ یا اللہ، آتھم مرجائے! یا اللہ، آتھم مرجائے! مگر وہ نہیں مرا۔ حتیٰ کہ قادیانی نبی نے اندھے کنویں میں چنے پڑھوا کر پھینکوائے، لیکن وہ ظالم پھر بھی نہیں مرا۔ مرزا محمود کہتا ہے کہ میں نے کبھی محرم کا ماتم بھی نہیں ایسا دیکھا جیسا کہ اس رات قادیان میں برپا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرزا غلام احمد کا اللہ پر اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی یقین نہیں تھا۔ دیکھو! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے کافروں کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات پر یقین تھا، یہ ان کی بدقسمتی تھی کہ وہ مسلمان نہیں ہوئے، کوئی کافر ایسا نہیں تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹا سمجھتا ہو۔

ابوجہل کی گواہی:

ایک دفعہ یہی ابوصفوان اُمیہ بن خلف اور ابوجہل تنہائی میں جمع تھے کہ ابوصفوان، ابوجہل سے کہنے لگا کہ: بھائی! ایک دل کی بات بتاؤ! یہاں کوئی سن رہا ہے اور نہ کوئی دیکھ رہا ہے، صرف میں ہوں اور تم ہو، سچ بتاؤ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سچے ہیں یا جھوٹے؟! ابوجہل مسکرایا اور مسکرا کے کہنے لگا: کیا تو نے کبھی ان کو (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو) جھوٹ بولتے دیکھا ہے؟! بچپن سے لے کر اب تک ترپن سال ہوگئے، کیا کبھی تو نے ان کے منہ سے غلط بات سنی ہے؟! اگر وہ ہمارے سامنے جھوٹ نہیں بولتے تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ کے حوالے سے جھوٹ بولیں؟

اس لئے میں کہہ رہا ہوں کہ مکہ کا کوئی کافر ایسا نہیں تھا جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نہ سمجھتا ہو۔ لیکن افسوس کہ ان کی بدقسمتی ان کے آڑے آئی اور وہ ایمان نہ لائے، یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے مرزائیوں

کا ایک فرد بھی ایسا نہیں جو مرزا طاہر اور اس کے باپ مرزا بشیرالدین محمود اور اس کے دادا مرزا غلام احمد قادیانی کو جھوٹا نہ سمجھتا ہو، لیکن ان کی بھی بدقسمتی آڑے آگئی کہ وہ ان کے دجل سے نہیں نکل سکے۔

مرزا طاہر کو اپنے باپ دادا کے جھوٹے ہونے کا حق الیقین ہے:

میں نے لندن کے جلسہ میں بھی کہا تھا، اور اب یہاں بھی کہتا ہوں، اور یہ چونکہ چناب نگر ہے اس لئے اُمید کرتا ہوں کہ مرزا طاہر اور اس کی ذریت کو میری یہ رپورٹ پہنچ جائے گی، چنانچہ میں نے وہاں کہا تھا اور اب بھی کہتا ہوں کہ دوسرے لوگ تو دلائل، قرائن اور قیاسات کے ذریعہ غلام احمد کو، اس کے بیٹے مرزا محمود کو، اور مرزا طاہر! تجھے جھوٹا سمجھتے ہوں گے، لیکن میں قسم کھا کر اور منبرِ رسولؐ پر بیٹھ کر کہتا ہوں کہ مرزا طاہر! تو حق الیقین کے ساتھ جانتا ہے کہ تو جھوٹا ہے، تیرا باپ جھوٹا تھا، تیرا دادا بھی جھوٹا تھا، کیونکہ یہ تو بھی جانتا ہے کہ سچوں کی علامتیں اور ہوتی ہیں۔

قادیانیو! جس طرح کفارِ مکہ کی بدقسمتی ان کے آڑے آگئی تھی اور اس نے ان کو ایمان لانے سے روک دیا تھا، تمہاری بھی بدقسمتی آڑے آرہی ہے، ورنہ اگر اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق دے دیں تو تم سب ”لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ کا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاؤ اور غلام احمد پر لعنت بھیجو!

دوسری بات:

ہمارے حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ: جب میں تقریر کرنے بیٹھتا ہوں تو گھڑی چھلانگیں لگاتی نظر آتی ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ: جب میری تقریر (کی تاریخ) رکھنی ہو تو کسی اور کی نہ رکھا کرو، تاکہ میں اپنی بات کھل کر تفصیل سے کہہ سکوں۔ یہی معاملہ میرا بھی ہے۔

نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی پیش گوئی کا اشتہار و اعلان نہیں کیا:

تم نے میرے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جلال بھی دیکھا، تم نے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال بھی دیکھا، اور یہ بھی دیکھ لیا کہ آپؐ نے کبھی اپنی کسی پیش گوئی پر کوئی اشتہار نہیں دیا، کبھی ڈھنڈورا نہیں پیٹا، اور کبھی نہیں فرمایا کہ: ”اے اُمیہ! (ابوصفوان، اُمیہ بن خلف) میں تجھ کو قتل کروں گا!“ ہاں سرسری ایک بات کہی ہوگی، مگر میرے اللہ نے اُسے حرف بہ حرف پورا کردیا۔ دوسری طرف غلام احمد قادیانی نے ساری عمر ڈھنڈورا پیٹا، اشتہار چھاپے، مگر بات ایک بھی سچی نہیں نکلی۔

قادیانیو! مرزا کی کوئی ایک بات سچی کرکے دکھادو!

قادیانیو! میں یہاں منبر پر بیٹھا ہوں اور ذمہ داری کے ساتھ بیٹھا ہوں، تم مرزا کی کتابیں لے آؤ اور مرزا غلام احمد کی ایک بات بھی سچی ثابت کرکے دکھادو! میں دعویٰ سے کہتا ہوں تم مرزا کی ایک بات بھی سچی ثابت نہیں کرسکتے، اس لئے تم بھی جھوٹے، تمہارا پیر بھی جھوٹا!

ہم گالیاں نہیں نکالتے، تمہاری ہدایت کے لئے کہتے ہیں، اور یہ بھی مجبوراً کہتے ہیں، ہمارے منہ سے مجبوراً نکلتا ہے کہ غلام احمد قادیانی سچا نہیں تھا، جھوٹا تھا، جھوٹوں کا پیر تھا، مرزا غلام احمد نے ۸۰ کتابیں لکھی ہیں، اور تم نے اس کی کتابوں کے مجموعہ کا نام رکھا ”روحانی خزائن“، لاحول ولا قوۃ الا باللہ! میں جب حوالہ لکھتا ہوں اور ”روحانی خزائن“ لکھتا ہوں تو مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے، بہرحال تیئس جلدوں میں ”روحانی خزائن“ کے نام سے مرزا غلام احمد کی کتابیں ہیں، اور دس جلدوں میں اس کے ”ملفوظات“ کا مجموعہ ہے، ان میں سے کوئی ایک بات ایسی دکھادو جو سچی ہو!

مرزا قادیانی کا ”ملفوظ“:

اس کے ”ملفوظات“ میں سے ایک ”ملفوظ“ سنا دیتا ہوں، تم بھی سنو اور سر دھنو! کہتا ہے کہ:

”ہمارا وجود دو باتوں کے لئے ہے، ایک شیطان کو مارنے کے لئے، اور ایک نبی کو مارنے کے لئے۔“ (نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ!) یہ کون سا نبی ہے؟ یہ وہی نبی ہے جس کے بارے میں یہودی آج تک کہتے ہیں کہ ہم نے ان کو قتل کردیا۔ ایک طرف یہودیوں کا دعویٰ ہے، اور دوسری طرف قادیانیوں کا دعویٰ ہے، لیکن یہ دونوں دعاوی جھوٹے ہیں، نہ یہودیوں کے ہاتھوں یہ واقعہ ہوا، اور نہ عیسائیوں کے ہاتھوں، چنانچہ قرآن کریم ان کے جھوٹ کو نقل کرتے ہوئے کہتا ہے:

”وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ ..... الخ“

ان کے کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم کو قتل کردیا ہے، یہودی کافر ہوگئے، ہاں سنو! انہوں نے ان کو قتل نہیں کیا تھا بلکہ جھوٹ بولتے ہیں، لیکن اپنے اس قول کی وجہ سے وہ کافر ہوگئے۔ اسی طرح غلام احمد نے بھی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل نہیں کیا، لیکن اس کا بھی یہودیوں کی طرح دعویٰ ہے کہ ہم نے قتل کردیا، وہ بھی اس وجہ سے کافر ہوگیا، اب مرزا قادیانی تو قبر میں چلا گیا اور وہاں وہ اپنا انجام بھگت رہا ہوگا، مگر اس کے پیچھے جو چیلے چانٹے ہیں، جب دجال نکلے گا وہ سب کے سب اس کے ساتھ ہوں گے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے نزول کے بعد دجال کو قتل کریں گے تو ان شاء اللہ مسلمان دجال کے چیلوں کو قتل کریں گے، عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کے بعد تمام کی تمام ملتیں اور تمام کے تمام مذاہب ختم ہوجائیں گے سوائے اسلام کے، یہ برطانیہ والے بھی نہیں رہیں گے، امریکہ والے بھی نہیں رہیں گے، یہ چوٹیوں والے ہندو بھی نہیں رہیں گے، ایک مسلمان رہیں گے اور باقی تمام کے تمام کافر ختم ہوجائیں گے، یہ عیسیٰ علیہ السلام کے تشریف کی برکت ہوگی۔ ☆☆☆

آپ ﷺ کی عالی ظرفی!

تیسری قسط

مولانا محمد عاشق الٰہی میرٹھی

عام عرب چونکہ اپنے انداز قدیم کا شیفتہ بنا ہوا تھا، اس لئے جس نے بھی یہ سنا وہ مشتعل ہو کر آپ کو بغض اور نفرت کی نگاہوں سے دیکھنے لگا اور اب جدھر بھی آپ جاتے، آنکھوں اور انگلیوں کے اشاروں سے آپ پر آوازے کسے جاتے، اور نئی تعلیم سے روکنے کی خاطر آپ کا طرح طرح سے دل دکھایا جاتا تھا کہ کسی طرح آپ اپنے منصب کو زبان سے بھی نہ ادا کریں، ہر چند کہ آپ اپنی سچائی کے ثبوت میں اپنی چہل سالہ زندگی پیش کرتے تھے کہ آخر میرے چال چلن اور اخلاقی حالت کا تم اتنی مدت امتحان کر چکے ہو، پھر خدا نے عقل دی ہے، ہوش دیا ہے اگر چاہو تو سمجھ سکتے ہو کہ جس نے عمر بھر زمین پر رہ کر کسی دنیوی بات میں کبھی جھوٹ نہیں بولا، اور بچپن کے ناسمجھ زمانہ میں بھی کسی قابل نفرت حرکت کا مرتکب نہیں ہوا، وہ دفعتاً مخلوق کو چھوڑ کر خالق پر کیوں بہتان باندھنے لگا، اور اتنی جرأت اس کو کس طرح ہوگئی کہ ایسے بڑے منصب کا دعویدار بن کر قوم میں تنہا کھڑا ہوگیا جس کی تکمیل کے لئے کئی سو سمجھداروں کی جماعت بھی نہیں کھڑی ہوسکتی، آخر سوچنا تو چاہئے کہ ہر دلعزیز شخص کو قومی مخالف بن کر اپنی زندگی کو خطرہ میں ڈالنے کا کیا سبب پیش آیا، اور وہ کون سی طمع یا امید ہے جس نے ناآشنا کانوں میں ایسی آواز ڈالنے کی ہمت دلائی، جس پر نکتہ چینی کرنے کا ہر شخص کو حق حاصل ہوگیا۔ مگر آپ کی قوم نے ایک نہ سنی اور، جب کہا یہی کہا کہ اے شخص جو خدائی سفیر ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے تجھ کو تو جنون ہوگیا ہے اور ہم ایسے احمق نہیں ہیں کہ ایسی مہمل باتوں کو مان کر اپنا طریق زندگی چھوڑ بیٹھیں، یا دب کر رہنا پسند کریں۔

سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے لئے اگرچہ آپ کی سوانح عمری کی شہادت کافی تھی، مگر آپ نے اس پر بھی اکتفا نہیں کیا اور عام طور پر اعلان دے دیا کہ صاحبو! ایسے دل آزار طریقہ سے میرا دل مت دکھاؤ، ذرا خلوت اور جلوت میں سوچو اور میرے حالات سے بحث کرو کہ کیا دیوانہ شخص ایسی ہی باتیں کیا کرتا ہے، جیسی میں کر رہا ہوں؟ کیا جنون کا یہی اثر ہوتا ہے جو مجھ پر ظاہر ہو رہا ہے؟ کسی امر واقع کا بلادلیل جھٹلانا اور سچی بات کا مذاق اڑا لینا تو دوسری بات ہے، لیکن اگر غور کرو گے تو معلوم ہو جائے گا کہ میرا باعظمت دعویٰ اور عالم میں انقلاب عظیم ڈالنے والا منصب ایسا معمولی نہیں ہے بلادلیل اس کی مخالفت کی جائے، لو سنو! میرے پاس شاہی فرمان موجود ہے جس میں میرے سچے سفیر ہونے کی کھلے الفاظ میں تصریح کردی گئی ہے۔ اس فرمان کا طرز تحریر، شاہانہ انداز خود بتا رہا ہے کہ رعایا اس کنارہ سے اس کنارہ تک کی ساری جمع ہو جائے تب بھی کوئی اس کی نقل نہیں اتار سکتا اور لو اب بھی میں دعویٰ کرتا ہوں کہ اس کے شاہی فرمان ہونے میں شبہ ہو تو سب مل کر اس کی ایک سطر کی نقل تو اتار لاؤ اور یہ بھی میں دعویٰ کرتا ہوں کہ قیامت آجائے گی مگر تم سے اس کے ایک فقرہ کی بھی نقل نہ اتر سکے گی پر نہ اتر سکے گی، پھر اس فرمان میں شاہی قوانین درج ہیں جن سے انسانی زندگی کا امن و آرام سے گزارنا بتایا گیا ہے۔ گزشتہ پیغمبروں اور امتوں کے سچے قصے بیان کئے گئے ہیں۔ تمدن سکھایا گیا ہے۔ اخلاقی تعلیم دی گئی ہے، جرائم کا انسداد کیا گیا ہے اور سب کچھ ایسے نرالے اور انوکھے طرز پر بیان کیا گیا ہے جس کو نہ نظم کہا جاسکتا ہے نہ نثر اور کمال یہ ہے کہ مختلف مضامین اور حسب حال ضرورتوں کے تمام عنوانات سلطانی خطابات اور شاہی انشاء پردازی کا جدا جدا ثبوت دے رہے ہیں کہ کہیں ایک لفظ میں بھی بے مثل ہونے کے دعوے سے چشم پوشی نہیں ہوسکتی، اس کے علاوہ پہلے زمانہ میں جتنے سفیر آئے میرے متعلق ان کی پیشگوئی اور کھلے کھلے پتوں سے بشارات و اطلاعیں جداگانہ میری سچائی کا ثبوت ہیں اور تمہاری آئندہ زندگی کی جملہ ضروریات پوری کرنے کا ذمہ جو میں لے رہا ہوں، ان سے وقتاً فوقتاً میری صداقت پر یقین کا بڑھنا تم کو خود ظاہر ہوتا رہے گا۔

ہر چند کہ آپ نے سب کچھ سمجھایا مگر ضدی طبیعتیں جن کو اپنی پرانی لکیر کا فقیر بنا رہنا ہی پسند تھا، آپ کے اقوال اور احوال میں غور کرنے کی طرف متوجہ نہ ہوئیں اور اب پوری طرح دلوں میں ٹھان لیا کہ جس تدبیر سے ہوسکے ان کی زبان بند اور کام تمام کردیا جائے۔

عرب کے باشندے جن کی آزاد وحشی کا کچھ نمونہ اب بھی بدوؤں میں موجود ہے، گرم و خشک ملک میں پیدا ہونے کی وجہ سے جیسے بھی ہونے چاہئیں

ظاہر ہے۔ خصوصاً اس وقت جبکہ جہالت کی گھنگھور گھٹائیں ان کو چار طرف سے گھیرے ہوئے تھیں اور ہر شخص گویا اپنے گھر کا بادشاہ اور اپنے خیالات و ارادوں کا مالک بنا ہوا تھا، پس جو کچھ بھی کر گزرتے وہ تھوڑا تھا اور خاص کر جبکہ بچہ بچہ پستان شجاعت کا شیر خوار و خانہ جنگی وقتل وخون کے بازار کا نام آور سوداگر کہلاتا تھا اور اس پر طرہ مذہبی مخالفت اور آبائی مذہب کی توہین جس کو ضعیف سے ضعیف شخص بھی گوارا نہیں کر سکتا، ایسی ظلمت خیز حالت میں ایک نفس کا قصہ طے کرنا کوئی بات نہیں تھی، مگر یہ آپ کے شاہنشاہی خیر ہونے کی مستقل دلیل تھی کہ چار طرف مخالفت کی شعلہ زن آگ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح محفوظ رہے جس طرح آپ کے جد امجد حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نار نمرودی میں محفوظ رہے تھے اور باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تنہا بے یار و مددگار اور بلا نقیب و چوکیدار یا کسی قسم کی ظاہری محافظ ہونے کے بھی کوئی چھوٹا یا بڑا شخص آپ کا بال بیکا نہ کر سکا۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن آپ کی دلیل سے عاجز ہوئے اور شاہی فرمان کی نقل اتارنے کی اپنے اندر طاقت نہ دیکھ کر آپ کے دعوے کا جواب نہ دے سکے تو اپنی ندامت وخفت اتارنے یا خیالات رفع کرنے کو ایذا دہی پر تل گئے اور جی توڑ کر کوشش کی کہ جس طرح ہو سکے آپ کے لائے ہوئے عقائد اور قائم کی ہوئی شریعت کا گویا گلا گھونٹ دیں، آپ کو مسجد الحرام میں باوجود اس کے وقف اور تساوی حقوق عامہ کے عبادت کرنے سے روک دیا، گلی کوچوں میں چلنا پھرنا مشکل کر دیا، گھر میں رہنا اور کھانا پینا دشوار بنا دیا، چولہے پر چڑھی ہوئی ہانڈیوں میں گرد اور خاک ڈالی، خود آپ کے جسم پر نجاستیں پھینکیں، ڈرایا، دھمکایا، انگوٹھے مٹکائے، تلواریں دکھائیں، سخت الفاظ کہے اور ہر قسم کی دشمنی اور عداوت کے برتاؤ برتے مگر آپ مایوس و متوحش نہ ہوئے اور نہ اپنے ارادہ کی تکمیل میں جھجکے، آپ کا باعظمت دعویٰ اس فتنہ ہائلہ میں بھی اسی زور و شور کے ساتھ قائم رہا اور آپ کی عالی ہمت اس مخاصمت کے وقت بھی اسی پیمانہ پر رہی جس پر شروع زمانہ سے قائم ہوئی تھی، آپ نے اپنی خاندانی آبرو اور قومی عزت کو اپنی خدمت پر قربان کر دیا، اپنی نزاکت طبعی و سیادت نسبی کو مخلوق کی اصلاح کے نام وقف بنا دیا اور حیرت کن استقلال کے ساتھ سخت سے سخت مزاحمت کا مقابلہ فرماتے رہے، یہاں تک کہ اہل عرب نے باہمی اتفاق سے آپ کو اور آپ کے خاندان کو گویا برادری سے گرا دیا اور باہم عہد و پیمان کر لیا کہ ان کے ہاتھ کوئی چیز بیچو نہیں، ان سے کوئی شے خریدو نہیں، ان کو اپنے خاندان کی کوئی بیٹی نہ دو، ان کی بیٹی اپنے خاندان میں نہ لو۔ غرض معاشرت اور تمدن میں اس درجہ ضیق اور تنگی میں مبتلا کر دو کہ پناہ مانگنے لگیں، اپنے دعوے اور خیال سے باز آ دیں، یا زندگی کو خیر باد کہیں، کامل تین سال تک آپ اس تکلیف میں مبتلا رہے کہ شیر خوار بچے ماں کی پستان میں دودھ کو ترس گئے، اطفال بھوک کے مارے ایڑیاں رگڑنے لگے اور عام طور پر آپ کے ساتھ آپ کا خاندان فاقہ اور قید کی تکلیف سے بلبلا اٹھا، مگر آپ اس سے بھی متاثر نہ ہوئے، بے زبان اور معصوم بچوں کی آہ و زاری سنتے تھے اور فرماتے تھے کہ صبر کرو، صبر کا انجام بہتر ہے۔

آپ کی دو صاحبزادیوں کو محض اسی جرم میں طلاق دے کر آپ کے گھر پہنچا دیا گیا کہ آپ اصلاح ورفع بغاوت کے دعویدار کیوں بنے؟ اس پر بھی آپ از جار فتہ نہیں ہوئے اور بیٹیوں کو چھاتی سے لگا کر خدا کا شکر ادا کیا کہ خاوندوں نے چھوڑ کر راحت پہنچائی، تیسری صاحبزادی کو طلاق کی بدنامی سے دشمنوں نے بچایا مگر اس کے ساتھ ہی باپ سے ملنے کی بندش کر دی گئی اور گویا زندگی میں بیٹی کی مفارقت کا صدمہ آپ کو برداشت کرنا پڑا جو کامل بارہ سال تک قائم رہا مگر اس کو بھی آپ نے برداشت کیا اور ایسی عالی ظرفی کے ساتھ برداشت کیا کہ کبھی رنج یا افسوس کے ساتھ اس کا تذکرہ بھی نہیں فرمایا، قوم آپ کی صورت دیکھ کر بھڑکتی، گرگٹ کی طرح رنگ بدلتی اور ایذاؤں کے نئے نئے پہلو اختیار کرتی تھی، مگر آپ اسی شوق و رغبت کے ساتھ ان کی طرف بڑھتے، اصلاح کی امید پر ناصحانہ گفتگو میں پیش قدمی فرماتے، محبت کے ساتھ نرم الفاظ میں باغیانہ حرکات پر متنبہ کرتے اور شاہی فرمانبرداری کے صلہ میں صلاح و فلاح کامل کا متوقع بنایا کرتے تھے۔ قوم آپ سے بھاگتی اور آپ اس کا پیچھا کرتے، لوگ آپ کو ستاتے اور آپ حسن مدارات کے ساتھ ان کی مکافات فرماتے تھے۔

(جاری ہے)

مولانا شجاع آبادی کی ڈیرہ اسماعیل خان میں جماعتی مصروفیات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ۱۷ر جنوری ۲۰۱۲ کو مولانا عبدالستار حیدری اور ڈاکٹر عتیق الرحمن کے ہمراہ ڈیرہ اسماعیل خان تشریف لائے۔ مولانا شیخ محمود الحسن کو رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے پر مبارکباد دی۔ مدرسہ عربیہ اسلامیہ ہاشمیہ للبنات تشریف لے گئے، جہاں مدرسی طالبات سے عقیدہ ختم نبوت کے موضوع پر خطاب کیا، وہاں سے جامع مسجد ختم نبوت میں حافظ قاری محمد خالد گنگوہی کے پاس تشریف لے گئے، وہاں زیر تعمیر مسجد میں دعا کی۔ اس کے بعد جامعہ سراج العلوم میں قاری محمد خلیل احمد سراج کے پاس تشریف لے گئے، حضرت کچھ دیر قیام کے بعد وہاں سے جامعہ معارف الشرعیہ تشریف لے گئے، قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن مدظلہ نے انہیں خصوصی وقت دیا، مولانا شجاع آبادی نے قائد جمعیت کے سامنے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تبلیغی و اصلاحی سرگرمیوں کی رپورٹ پیش کی جسے انہوں نے خوب سراہا۔ مولانا نے قائد جمعیت کو بہاولپور، ساہیوال جلسوں میں شرکت کی دعوت بھی دی۔

صحبت با اولیاء کے ثمرات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ گزشتہ دنوں مختصر دورے پر پشاور تشریف لے گئے، جہاں مختلف پروگراموں میں شریک ہوئے۔ جامعہ شاہ ولی اللہ میں علماء وطلبا سے بھی خطاب فرمایا، طلبا کو قیمتی نصیحتیں کیں، جسے الحاج گوہر رحمن ایڈووکیٹ ہائی کورٹ پشاور نے قلم بند کیا، کچھ حک واضافہ کے ساتھ افادۂ عام کے لئے اسے شامل اشاعت کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

ضبط وتحریر: الحاج گوہر رحمن ایڈووکیٹ

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ! اما بعد

ہم یہ حدیث مبارک پڑھتے ہیں، مشکوٰۃ شریف کے طلبا جانتے ہیں: ''العلماء ورثۃ الانبیاء''... علماء انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں... تو عرض یہ کرنا ہے کہ میراث میں سب کچھ ملتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر دین کی راہ میں جو تکالیف آئیں وہ علماء کو بھی آئیں گی، کیونکہ وراثت میں سب کچھ ملتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو طعنے سننے پڑے وہ دین حاصل کرنے والوں کو بھی سننے پڑیں گے، اور جو اس میں ثابت قدم رہے گا وہ صحیح معنوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وارث اور جانشین ہوگا۔

طلبا کرام! آپ کو یہ باتیں اس لئے بتا رہا ہوں کہ یہ باتیں آپ کے ذہن میں رہیں کہ کسی بزرگ کے ساتھ بیٹھنے کا نتیجہ، کسی اللہ والے کے ساتھ بیٹھنے کا نقد جو فائدہ ملتا ہے، وہ یہ ہے کہ اس میں دین آجاتا ہے، وہ دین سیکھ جاتا ہے اور اگر اس میں کوئی کمی رہ جائے تو اس کی اولاد میں اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ ضرور دین داخل فرمائیں گے۔ تو یہ بزرگان دین اور علماء کے ساتھ بیٹھنا رائیگاں نہیں، محبت کے ساتھ بندہ بیٹھے، کچھ حاصل کرنے کی نیت ہو تو انشاء اللہ بہت کچھ ملتا ہے اور اگر کچھ حاصل کرنے کی نیت نہ ہو اور یہ سوچے کہ چلو اور لوگ بیٹھے ہیں تو ہم بھی بیٹھ جاتے ہیں یا بعض اوقات انسان میں زعم آجاتا ہے کہ ہم تو فلاں بزرگ کے ساتھ بیٹھنے والے ہیں، بھائیو! صرف بیٹھنا مفید عمل نہیں ہے، طلب کے ساتھ اور محتاج بن کر بندہ بیٹھ جائے تو پھر اسے فائدہ ملتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس پُرنور میں بیٹھنے والے دو قسم کے لوگ تھے، آپ حضرات جانتے ہیں کہ ایک صحابہ کرامؓ تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی بات ارشاد فرمائی اور انہوں نے: ''امنا وصدقنا'' کہا، ان کے ہاں کیوں کا سوال ہی نہیں تھا۔ قرآن کریم میں آپ دیکھ لیں کہ صرف چند ایک سوالات آئے ہیں، جیسا کہ ''یسئلونک عن الاھلۃ، یسئلونک عن الشھر الحرام، یسئلونک عن الیتمٰی'' بھی سات آٹھ سوال ہوں گے اور جب کہ سوال نہ کرنے سے متعلق آیت: ''یا ایھا الذین آمنوا لا تسئلوا عن اشیاء ان تبدلکم تسؤکم...'' ...اے ایمان والو! ایسی چیزوں کا سوال نہ کرو کہ اگر تم پر ظاہر ہو جائے تو شاید بُرا لگے' اس کے بعد تو سوال کرنا ہی چھوڑ دیا۔

میں عرض کر رہا تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے کبھی نہیں پوچھا کہ یہ کیسا ہے اور یہ کیوں ہے؟ یہ بھی بیٹھنے والے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر کسی صحابیؓ نے زندگی میں ایک مرتبہ ہی دیکھا تو جس انداز میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا وہی انداز اپنالیا اور ساری زندگی اسی انداز سے گزاری۔ ایک صحابیؓ کے بارے میں آتا ہے کہ ان کا گریبان کھلا رہتا تھا، گریبان کے بٹن کھول کے رکھتے تھے، کسی نے پوچھا ایسا کیوں کرتے ہو؟ فرمایا: ''میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی دیکھا ہے۔'' دوسرے قسم کے بیٹھنے والے لوگ منافقین تھے، کیا ملا انہیں؟ صحابہ کرامؓ کے سامنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ کر ان کو یہ باور کرانا چاہتے تھے کہ ہمارا آپ کے ساتھ بہت قرب ہے، لیکن کیا ملا؟ نماز بھی پڑھ رہے ہیں، نیک اعمال بھی کر رہے ہیں، لیکن ملا کچھ نہیں۔

میرے بھائیو! یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ جس اللہ والے کے پاس بیٹھو، جس عالم کے پاس بیٹھو محتاج بن کر بیٹھو اور طلب کے ساتھ بیٹھو کہ مجھے کوئی ایسی بات ملے کہ میری زندگی کا رُخ بدل جائے۔ آج یہ بات ہم نے چھوڑ دی ہے۔

ہمارے بزرگوں میں یہ ایک بات بھی تھی کہ جب وہ اللہ والوں کے پاس جاتے تھے تو ان سے نصیحت طلب کرتے تھے کہ ہمیں نصیحت فرما دیجئے اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ صحابہ کرامؓ بھی عرض کیا کرتے تھے کہ اللہ کے نبی! ہمیں کوئی نصیحت فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم موقع محل کی مناسبت سے اس صحابی کو نصیحت فرمادیتے، پھر بزرگان دین میں یہ بات رہی ہے تو اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ اللہ پاک ہمیں بھی دین عطا فرمائیں گے اور ہماری نسلوں میں بھی دین کو باقی وقائم رکھیں گے۔

ہمارے طلبا میں سے ایک تو چھوٹی عمر کے طلبا ہیں، میرا جی یہ چاہتا تھا کہ چھوٹے طلبا کے مناقب پہلے بیان کروں، اس لئے کہ چھوٹے صحابہ سے بھی خوب دین پھیلا ہے۔ حضرت انسؓ دس سال کے ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دس سال رہے۔ آج احادیث میں دیکھ لیں کہ کتنی احادیث ان سے مروی ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ نے اپنے آپ کو دین کے لئے وقف کردیا تھا، اس لئے آپ کی روایت کردہ احادیث کا ذخیرہ زیادہ ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہؓ کی یہ حدیث ہے کہ مہاجر صحابہ کرامؓ تجارت کے لئے چلے جاتے تھے اور انصار صحابہ کرامؓ اپنی کھیتی باڑی کے لئے چلے جاتے تھے اور میں ہر وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہتا تھا، کھانے کو بھی نہیں ملتا تھا۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ کھانا نہ ملنے کی وجہ سے بے ہوش ہوکر مسجد کے دروازہ میں گر پڑے، صحابہ کرامؓ آتے کوئی کہتا: اسے مرگی کا دورہ پڑ گیا ہے، کوئی کچھ کہتا، کوئی کچھ، لیکن وہ بھوک کی وجہ سے بے ہوش ہوئے تھے۔ ایک اور جگہ آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ باہر نکلے تو میں نے پوچھا کہ یہ مسئلہ کیسے ہے؟ (مقصد یہ تھا کہ مسئلہ کی تفصیل بتاتے بتاتے حضرت عمرؓ اپنے گھر تک لے جائیں گے اور اخلاقاً کھانا بھی کھلائیں گے) مگر انہوں نے مسئلہ بتادیا اور چلے گئے، پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ آئے، ان سے بھی میں نے مسئلہ پوچھا، انہوں نے بھی بتادیا اور آگے بڑھ گئے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، میں نے عرض کیا کہ اللہ کے نبی یہ مسئلہ کیسا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تیرا مسئلہ سمجھ گیا ہوں، اور وہ کیا تھا؟ بھوک، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لے گئے، گھر میں بھی کچھ نہیں تھا، پھر کہیں سے دودھ کا پیالہ آیا اور مجھے فرمایا کہ آپ ہی تقسیم کریں تو بھائی حضرت ابوہریرہؓ بھی طالب علم تھے اور یہ تکلیفیں اُن پر آئی تھیں، لیکن انہوں نے ہمت نہیں ہاری۔ الحمدللہ! اُن سے دین اسلام پھیلا۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ بچے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دعا دی: ''اللھم علمہ الکتب، اللھم فقہ فی الدین'' اور یہ دعا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کس موقع پر دی؟ ام المومنین حضرت میمونہؓ ان کی خالہ تھیں، ایک دن خیال آیا کہ میں آج خالہ کے گھر جاتا ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول دیکھتا ہوں کہ رات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا عبادت کرتے ہیں؟ چنانچہ میں رات کو خالہ کے گھر ٹھہرا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے اور میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ میں پانی رکھ دیا (یہ سمجھداری کی بات ہے، یہ خیال نہیں کیا کہ میں تو خدمت کے لئے نہیں آیا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے تو راستے میں رکھے ہوئے پانی سے وضو کیا، پوچھا: کس نے رکھا ہے؟ تو بتایا گیا کہ عبداللہ نے رکھا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں یہ دعا حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کے حق میں فرمائی۔ یہ دعا احادیث میں ثابت ہے۔

عبداللہ ابن عباسؓ چھوٹے صحابی ہیں، عبداللہ ابن عمرؓ یہ بھی چھوٹے صحابی ہیں، حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ یہ بھی چھوٹے صحابی ہیں، ہماری فقہ حنفی کی لڑی حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ تک جاتی ہے، حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کے بارے میں صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں کہ وہ علم کا سمندر تھے، سب سے بڑے عالم عبداللہ ابن مسعودؓ تھے۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اگر میرے بعد دین سیکھنا ہے تو چار صحابہ کرامؓ سے سیکھنا، ان میں دوسرے نمبر پر حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ ہیں، تو آج یہ جو طلبا چھوٹے ہیں اگر اللہ نے توفیق دی، ماں باپ کی توجہ شامل حال رہی، انشاء اللہ ثم انشاء اللہ یہ دین کے تناور درخت بنیں گے اور اللہ تعالیٰ ان سے دین کا کام لیں گے۔ بڑے طلبا سے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر کامیابی حاصل کرنی ہے تو کسی نہ کسی اپنے استاذ کا دامن ہاتھ میں تھام لو، اپنا ہر مسئلہ اپنے اس استاذ سے پوچھ کر حل کرو، کامیاب بننا ہے تو کامیاب آدمی کے ساتھ جڑ: جڑے گا انشاء اللہ اللہ پاک کامیابی عطا کرے گا۔ اسلام پر کسی کی اجارہ داری نہیں ہے، عیسائیت میں تو ہے جس کو چاہیں اپنا پوپ بنائے، لیکن دین اسلام میں یہ چیز نہیں ہے، دین اسلام میں اللہ تعالیٰ خود انتخاب فرماتے ہیں لیکن اس انتخاب کا وہی مستحق ہوتا ہے جو اپنے بڑوں کی قدر کرتا ہے اور اپنے بڑوں کے ساتھ وابستہ رہتا ہے۔

ہمارے اکابر کو دیکھ لیں، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نوراللہ مراقدہم ان کے بہت سے شاگرد ہوں گے، ایسا تو نہیں کہ انہوں نے صرف شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ کو پڑھایا تھا، پڑھنے والے تو اور بھی ہوں گے، لیکن آج نام کس کا ہے؟ حضرت شیخ الہند نوراللہ مرقدہ کا۔ کیوں؟ اس لئے کہ انہوں نے اپنے استاذ کی خدمت کی ہے، اسی طرح حضرت شیخ الہند نوراللہ مرقدہ کے ہزاروں شاگرد ہوں گے لیکن وہ چار شاگردوں کے علاوہ اوروں کا کسی کو پتہ ہی نہیں، لیکن یہ کون لوگ ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے آپؒ کا دامن تھاما اور ان کے مشن کو چلایا، ان میں سے حضرت حسین احمد مدنیؒ کا مرتبہ بہت بلند ہے۔

یہاں یہ بات بتادوں کہ استاذ کے ساتھ محبت کس درجہ کی ہونی چاہئے؟ حضرت حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ پر کوئی مقدمہ نہیں تھا، حضرت شیخ الہندؒ جب سعودیہ سے گرفتار کرکے انگریزوں نے مالٹا میں قید کیا تو حضرت مدنیؒ نے اپنے استاذ گرامی حضرت شیخ

الہندؒ کی خدمت کے جذبہ سے خود ہی گرفتاری دی، اس لئے کہ جب استاذ جیل میں جائیں گے تو ان کی خدمت کرنے والا وہاں کون ہوگا؟ اور پھر خدمت کا بھی حق ادا کردیا، سخت سردی کا موسم تھا اور جیل میں آگ وغیرہ کا انتظام نہیں تھا، وہاں پانی گرم کرنے کی کوئی سہولت نہیں تھی، ان حالات میں حضرت مدنیؒ رات بھر پانی کا لوٹا اپنے پیٹ کے ساتھ چپٹائے رکھتے تھے اور جسم کی گرمی سے پانی گرم ہوجاتا تھا، اس طرح صبح استاذ کو اتنا گرم پانی وضو کے لئے مہیا کرتے تھے، اتنی مشقت برداشت کرنے پر حضرت شیخ الہندؒ سے دعائیں تو ملتی تھیں۔

یہی بات یہ ہے کہ آج ہم حضرت مدنیؒ کا نام لیتے ہیں تو ہمارا ایمان تازہ ہوجاتا ہے، اسی طرح حضرت سید انور شاہ کشمیریؒ کے ہزاروں شاگرد ہوں گے، لیکن آج نام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کا لیا جاتا ہے کہ حضرت انور شاہ کشمیریؒ کے علوم کے شارح ہیں۔

میرے بھائیو! یہ بات وقت کے ساتھ ساتھ خود آجاتی ہے، حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہید نور اللہ مرقدہ کی شہادت سے کچھ دن پہلے کا ذکر ہے کہ ہم لوگ ایئر پورٹ جارہے تھے، راستے میں دوران گفتگو حضرت شہیدؒ نے فرمایا کہ جو وقت سے پہلے بڑا بننا چاہتا ہے وقت اسے برباد کردیتا ہے، وہ کسی کام کا نہیں رہتا اور جو اپنے آپ کو کچھ نہیں سمجھتا، وقت آنے پر اللہ تعالیٰ اسے بڑا بنا دیتا ہے۔ میں اپنے طالب علم بھائیوں سے خاص طور پر کہوں گا کہ آپ پڑھیں، محنت کریں، آپ کے ذہن میں یہ بات نہیں آنی چاہئے کہ کیا کروں گا؟ کیسے کروں گا؟ یہ آپ کے اختیار میں ہے نہ استاذ کے اختیار میں، اور نہ ہی ماں باپ کے اختیار میں، یہ صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے، اللہ تعالیٰ کی تقسیم ہے، آپ اپنا رخ سیدھا رکھیں۔

ہم بھی دعا مانگ سکتے ہیں کہ یا اللہ! ہمیں صراط مستقیم عطا فرما، اس پر ثابت قدم رکھ، اور صراط مستقیم کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اسے مجہول بھی نہیں چھوڑا ہے، اس کی واضح نشانی کو بتلایا کہ صراط مستقیم ان لوگوں کا راستہ ہے جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنا انعام کیا ہے اور وہ کون ہیں؟ انبیاء، صدیقین، شہداء، صالحین، اولیاء اللہ، ہم نے مانگا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ منعم علیہم لوگوں کا راستہ صراط مستقیم ہے، اولیاء اللہ یہ کبھی ختم نہیں ہوں گے۔

الحمدللہ، ثم الحمدللہ! ہم تو قادیانیوں کے مقابلے میں یہ بات کہتے ہیں کہ ہمارے بزرگوں کا جو طریقہ ہے، یہ صراط مستقیم ہے، ہمارے اکابر، ہمارے اسلاف، ہمارے اساتذہ سب صراط مستقیم پر چل رہے ہیں، ہم ان کے دامن سے وابستہ ہوں گے تو انشاء اللہ سیدھے منزل مقصود تک پہنچیں گے۔ قادیانیوں سے کہتا ہوں کہ ہم اپنے بزرگوں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ، حضرت مولانا سید یوسف بنوری رحمہم اللہ تعالیٰ کی زندگی جیسی زندگی مانگتے ہیں اور ان جیسی ہم موت بھی مانگتے ہیں۔

قادیانیو! تم بھی اپنے لئے دعا کروں اور مانگو کہ جس طرح مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی تھی اسی طرح تمہاری زندگی گزرے اور جس طرح مرزا قادیانی کی منہ مانگی موت تھی اسی طرح کی موت تمہیں بھی نصیب ہو۔ ہمیں یقین ہے کہ قادیانی اس کی جرأت نہیں کرسکیں گے۔

میرے بھائیو! آج کے دور میں شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ ہمارے اساتذہ ہیں، آج کے دور میں شیخ الہندؒ ہمارے اساتذہ ہیں، آج کے دور میں حضرت مدنیؒ ہمارے اساتذہ ہیں، آج کے دور میں جتنے بھی ہمارے اکابر ہیں وہ سب ہمارے اساتذہ ہیں، یہ بات آپ ذہن میں رکھ کر علوم حاصل کریں گے تو انشاء اللہ اس میں نور آئے گا اور اس میں برکت آئے گی۔

ادب پہلی شرط ہے، اگر طالب علم ذہین ہے تب بھی ادب سامنے رکھے اور اگر غبی ہے مگر وہ ادب کرتا ہے اس سے اللہ تعالیٰ دین کا کام لے گا انشاء اللہ، میں نے ابھی حدیث شریف پڑھی: ''المرء مع من احب''... آدمی اس کے ساتھ ہوگا، جس سے وہ محبت کرتا ہے... حدیث میں آتا ہے۔ ایک صحابیؓ بڑے مغموم تھے، غالباً حضرت ثوبانؓ تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ان کا رنگ بڑا زرد ہو رہا ہے، جیسا کہ کسی کو غم اور پریشانی ہوتی ہے، پوچھا: کیا بات ہے؟ عرض کیا کہ اللہ کے نبی! ایک بات ہے جو دل کو کھائے جارہی ہے کہ آپ بھی اس دنیا سے جانے والے ہیں، ہم نے بھی جانا ہے، اول تو ہمیں پتہ نہیں کہ ہم جنت میں جاسکتے ہیں یا نہیں، اور اگر چلے بھی جائیں تو آپ کا دیدار نہیں ہوگا تو ہم جنت میں کیسے رہیں گے؟ جنت میں ہمارا گزارا کیسے ہوگا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے: ''المرء مع من احب''... آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے... حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کے نبی نے یہ ارشاد فرمایا تو سارے صحابہ کرام نے یکبارگی خوشی سے نعرۂ تکبیر اللہ اکبر بلند کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی ہماری رہنمائی کررہا ہے کہ ہمارا حشر بھی انشاء اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوگا۔ ہمارے آئیڈیل ہمارے اکابر، ہمارے اساتذہ اور ہمارے بزرگان دین ہیں، دنیا میں بھی ان کے ساتھ رہنا اپنے لئے فخر سمجھتے ہیں اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے ساتھ جوڑیں گے انشاء اللہ! وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین۔ ☆☆☆

ہجرت نبوی سے ایک سبق!

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ہجرت سے سب سے پہلے بات یہ ثابت ہوتی ہے کہ دعوت اور عقیدہ کی خاطر ہر عزیز ومحبوب اور ہر مانوس ومرغوب شے اور ہر اس چیز کو جس سے محبت کرنے، جس کو ترجیح دینے اور جس سے بہر صورت وابستہ رہنے کا جذبہ انسان کی فطرت سلیم میں داخل ہے، بے دریغ قربان کیا جاسکتا ہے، لیکن ان دونوں اول الذکر چیزوں کو ان میں سے کسی چیز کے لئے ترک نہیں کیا جاسکتا۔

مکہ مکرمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے ولادت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے مرکز ووطن کے علاوہ دلوں کے لئے مقناطیس کی سی کشش رکھتا تھا، اس لئے کہ اسی شہر میں بیت اللہ ہے، جس کی محبت ان کی روح اور خون میں پیوست تھی، لیکن ان میں سے کسی ایک چیز نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور صحابہ کرامؓ کو ترک وطن اور اہل وعیال کو خیر باد کہنے سے باز نہیں رکھا، کیونکہ زمین اس عقیدہ ودعوت کے لئے بالکل تنگ ہوچکی تھی اور مکہ والے ان دونوں چیزوں سے منہ پھیر چکے تھے۔

بشری وانسانی تعلق ومحبت اور ایمانی قوت اور ذوق وشوق کے یہ ملے جلے جذبات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جملہ سے بخوبی جھلک رہے ہیں جو ہجرت کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ کو مخاطب کرکے کہا تھا:

"ما اطیبک من بلد واحبک الی ولو لا ان قومی اخرجونی منک ماسکنت غیرہ" (تو کتنا اچھا شہر ہے اور مجھے کس قدر عزیز ومحبوب ہے، اگر میری قوم مجھے یہاں سے نہ نکالتی تو میں تیرے سوا کسی اور جگہ سکونت اختیار نہ کرتا)۔

یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تعمیل تھی:

"یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِیْ وَاسِعَۃٌ فَاِیَّایَ فَاعْبُدُوْنِ۔"

(عنکبوت:۵۶)

ترجمہ: "اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو، میری زمین فراخ ہے تو میری ہی عبادت کرو۔"

غار ثور کی طرف:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ سے چھپتے چھپاتے روانہ ہوئے، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے عبداللہ کو ہدایت کی وہ ذرا خبر رکھیں کہ لوگ ان کے بارے میں کیا چہ میگوئیاں کررہے ہیں، اپنے غلام عامر بن فہیرہ کو حکم دیا کہ وہ دن بھر ان کی بکریاں چرایا کریں اور شام کو ان کا دودھ پہنچا دیا کریں، اسماء بنت ابی بکر کھانا پہنچایا کرتی تھیں۔

محبت کی کرشمہ سازیاں:

محبت تخلیق انسانی سے لے کر آج تک ایک ایسے الہامی جذبہ کی حیثیت سے زندہ، پائندہ اور تابندہ ہے جو نازک سے نازک باتوں کی طرف بطور خود رہنمائی کرتی ہے اور راستہ سمجھاتی ہے، یہ "عشق است وہزار بدگمانی" والا مضمون ہے، وہ اپنے محبوب سے کسی وقت غافل نہیں ہوتی اور موہوم سے موہوم چیز کا خطرہ محسوس کرلیتی ہے، اس سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کچھ یہی حال تھا، چنانچہ روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غار کی طرف روانہ ہوئے تو حضرت ابوبکرؓ چلنے میں کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے رہتے کبھی پیچھے چلنے لگتے، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو محسوس فرمایا اور کہا کہ ابوبکر! کیا بات ہے کبھی تم میری پیچھے چلتے ہو اور کبھی آگے؟ انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ مجھے تعاقب کا خیال آتا ہے تو میں پیچھے چلنے لگتا ہوں، پھر گھات کا خطرہ ہوتا ہے تو آگے آجاتا ہوں۔

جب دونوں حضرات غار تک پہنچ گئے تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذرا توقف فرمائیں میں غار کو دیکھ بھال لوں اور صاف کرلوں، اس کے بعد وہ غار کے اندر گئے اور اس کو صاف کرکے اور سوراخ وغیرہ بند کرکے باہر آئے اس وقت ان کو یاد آیا کہ ایک بل باقی رہ گیا ہے جس کو وہ ٹھیک سے نہیں دیکھ سکے، پھر انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! آپ ذرا اور توقف فرمائیں، میں اس کو دیکھ لوں، پھر اس کے اندر گئے اور جب اس کی طرف سے اطمینان ہوگیا تو کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اندر آجائیں، چنانچہ آپ صلی

اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لے آئے۔

آسمانی کمک اور غیبی امداد:

جب دونوں غار میں داخل ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے مکڑی کو بھیجا، اس نے غار اور غار کے منہ پر جو درخت تھا، اس کے درمیان ایک جال بُن دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھپا دیا، اسی کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے دو جنگلی کبوتریوں کو بھیج دیا جو اوپر پھڑ پھڑاتی رہیں پھر آ کر وہاں بیٹھ گئیں۔

"وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" (الفتح: ۷)

ترجمہ: "اور اللہ ہی کے ہاتھ میں آسمانوں اور زمین کے لشکر ہیں۔"

انسانی تاریخ کا سب سے نازک لمحہ:

ادھر مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعاقب شروع کیا، یہ انسانیت کے طول وطویل سفر کا سب سے نازک اور سب سے زیادہ فیصلہ کن لمحہ تھا، یا تو ایک ایسی بدنصیبی سامنے تھی جس کی کوئی انتہا نہیں یا ایک ایسی خوش نصیبی واقبال مندی کا آغاز ہوتا تھا جس کی کوئی حد نہ تھی، انسانیت نے بے چینی سے اپنی سانس روک لی تھی اور بے حس وحرکت ہو کر ان جاسوسوں اور تعاقب کرنے والوں کو پھٹی ہوئی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی، جو اس وقت غار کے منہ پر کھڑے تھے اور صرف اتنی دیر باقی تھی کہ ان میں سے کوئی نیچے دیکھ لے، لیکن خدا کی قدرت ان کے اور اس اقدام کے درمیان حائل ہو گئی اور وہ دھوکا کھا گئے، انہوں نے دیکھا کہ غار کا منہ مکڑی کے جالے سے بند ہے تو ان کا ذہن بھی ادھر نہ جا سکا کہ اندر کوئی ہو سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے:

"فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا" (التوبہ: ۴۰)

ترجمہ: "تو خدا نے ان پر تسکین نازل فرمائی اور ان کو ایسے لشکروں سے مدد دی جو تم کو نظر نہیں آتے تھے۔"

"لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا"

اس لمحہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نگاہ اوپر اٹھی تو انہیں مشرکین کے آثار نظر آئے، انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! اگر ان میں سے کسی نے ایک قدم بھی آگے بڑھایا تو ہمیں دیکھ لے گا، آپؐ نے جواب دیا:

"مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ، اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا۔"

(ان دو کے بارہ میں تمہارا کیا گمان ہے، جن کا تیسرا اللہ ہے؟)

اسی سلسلہ میں یہ آیت نازل ہوئی:

"ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا" (التوبہ: ۴۰)

ترجمہ: "(اس وقت) دو ہی شخص تھے جن میں (ایک ابوبکرؓ تھے) دوسرے (خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) جب وہ دونوں غار (ثور) میں تھے، اس وقت پیغمبر اپنے رفیق کو تسلی دیتے تھے کہ غم نہ کرو خدا ہمارے ساتھ ہے۔"

رسول اللہ ﷺ کے تعاقب میں سراقہ کی روانگی:

قریش نے یہ اعلان کر دیا تھا کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کر کے لائے گا اس کو سو اونٹنیاں انعام میں دی جائیں گی، ان لوگوں نے غار میں تین راتیں گزاریں، پھر دونوں آگے کی طرف روانہ ہوئے (عامر بن فہیرہ اور عبداللہ بن اریقط جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے راستہ بتانے کے لئے اجرت پر ساتھ لیا تھا) ساحل کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر چلے۔

سراقہ بن مالک بن جعشم کو انعام کی لالچ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعاقب پر آمادہ کیا اور سو اونٹنیوں کے شوق میں اس نے ایک گھوڑے پر سوار ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نشانات قدم کی مدد سے تعاقب شروع کیا، لیکن اس کے گھوڑے کو اچانک ٹھوکر لگی اور وہ گر پڑا لیکن اب بھی ہار نہ مانی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نشانات پر آگے بڑھتا رہا، دوسری مرتبہ اس کے گھوڑے نے پھر ٹھوکر کھائی اور وہ گرا، پھر سوار ہوا اور تعاقب شروع کیا، یہاں تک کہ یہ لوگ اس کو سامنے نظر آ گئے اور اسی وقت تیسری بار گھوڑے نے سخت ٹھوکر کھائی اور اس کے دونوں اگلے پاؤں زمین میں دھنس گئے، سراقہ گر پڑا، اسی کے ساتھ بگولہ یا آندھی کی شکل میں وہاں سے دھواں بھی اٹھا۔

سراقہ نے جب یہ دیکھا تو سمجھ گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی حمایت میں ہیں، اور وہ ہر صورت میں غالب آئیں گے، اس نے زور سے آواز دی اور کہا کہ میں سراقہ بن جعشم ہوں، مجھے بات کرنے کا موقع دیجئے، مجھ سے آپ لوگوں کو ہرگز کوئی نقصان نہ پہنچے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے فرمایا: اس سے پوچھو کہ وہ ہم سے کیا چاہتا ہے؟ سراقہ نے کہا کہ آپ ایک تحریر مجھے دے دیں جو ہمارے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ایک نشانی اور یادگار کے طور پر محفوظ رہے، عامر بن فہیرہ نے ہڈی یا جھلی پر ایک تحریر لکھ کر اس کے حوالہ کی۔

ایک خلاف قیاس اور ماورائے عقل پیشگوئی:

عین اس حال میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت پر مجبور ہیں، مکہ میں رہنا ممکن نہیں، دشمن ہر طرف گھات میں ہیں اور ان کا تعاقب کیا

جارہا ہے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ اس دن کی طرف جاتی ہے، جس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کسریٰ کا تاج اور قیصر کا تخت اپنے پیروں سے روندیں گے، اور زمین کے خزانوں کے مالک ہوں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گھٹا ٹوپ اندھیرے میں اس درخشاں روشنی کی پیشگوئی کی اور سراقہ سے ارشاد فرمایا:

"اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب کسریٰ کے کنگن تم اپنے ہاتھ میں پہنو گے؟"

بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نصرت وحمایت اور فتح مبین اور دین کے لئے غلبہ وعروج اور فتح مکمل کا وعدہ کیا تھا:

"هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ."

(التوبہ:۳۳)

ترجمہ: "وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اس (دین) کو (دنیا کے) تمام دینوں پر غالب کرے، اگرچہ کافر ناخوش ہی ہوں۔"

کوتاہ بیں اور کم عقل لوگوں نے اس بات کا انکار کیا، قریش نے اس کا امر محال اور انہونی بات سمجھی، لیکن نگاہ نبوت دور کو قریب دیکھ رہی تھی:

"اِنَّ اللّٰهَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ."

ترجمہ: "بے شک خدا خلاف وعدہ نہیں کرتا۔"

اور حرف بحرف اسی طرح ہوا، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے کسریٰ کے کنگن، اس کا پٹکا اور تاج حاضر کیا گیا تو انہوں نے سراقہ کو بلایا اور اس کو یہ پہنایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی حرف بحرف پوری ہوئی، سراقہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے زاد راہ اور ضروری سامان کی بھی پیشکش کی، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قبول نہ فرمایا اور صرف اتنی بات کہی کہ "اخف عنا" (ہماری اطلاع کسی کو نہ دینا)۔

مبارک شخص:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ اپنے سفر کے دوران ام معبد الخزاعیہ کے پاس سے گزرے، ان کے پاس ایک بکری تھی، جس کا چارہ پانی کی کمی سے دودھ خشک ہوگیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا، اللہ کا نام لیا اور دعا کی، چنانچہ اسی وقت دودھ تیزی سے جاری ہوگیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دودھ ام معبد کو اور اپنے ساتھیوں کو پلایا، یہاں تک کہ سب خوب سیراب ہوگئے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمایا اور دوبارہ دوہا یہاں تک کہ برتن اور پورا لبریز ہوگیا، جب ابومعبد اپنے کام سے واپس آئے اور واقعہ دریافت کیا، تو ام معبد نے ان سے کہا کہ: "خدا کی قسم! ایک مبارک شخص ہمارے پاس سے گزرے اور ایسی ایسی انہوں نے باتیں کیں" پھر انہوں نے بہترین الفاظ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کی، یہ سن کر ابومعبد بولے: خدا کی قسم! مجھے یہ قریش کے وہی شخص معلوم ہوتے ہیں، جن کی قریش کو تلاش ہے۔

رہبر نے ان دونوں کو ساتھ لے کر اپنا سفر جاری رکھا، یہاں تک کہ یہ قبا تک، جو مدینہ کے مضافات میں ہے، پہنچ گئے یہ واقعہ ۱۲/ربیع الاول دو شنبہ کا ہے اور اسی سے اسلامی تقویم اور اسلامی تاریخ کا آغاز ہوتا ہے۔☆☆

خلفاءِ اربعہ خلافت نبوی کے مظہر اتم اور مصداق کامل

حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی ندویؒ المعروف "علی میاں" نے فرمایا: "خلافت راشدہ کیا ہے؟ خلافت راشدہ نہ اسلامی مملکت کی وسعت کا نام ہے، نہ کثرت فتوحات کا، نہ کامیابیوں کے تسلسل کا، اگر معیار یہی ہو تو پھر ولید بن عبدالملک اور ہارون الرشید کو سب سے بڑا خلیفۂ راشد ماننا پڑے گا، خلافت راشدہ نام ہے نبی کے مزاج اور طرز زندگی میں نیابت کاملہ کا، نبوت کا امتیازی مزاج کیا ہے؟ ایمان بالغیب کی قوت، اطاعت الٰہی کا جذبہ صادق و کامل، غیب پر شہود، احکام پر مصالح وفوائد کو قربان کرنا، دنیا پر آخرت اور غنا پر فقر و زہد کو ترجیح دینا، اسباب دنیا سے کم سے کم متمتع ہونا اور دوسروں کو زیادہ سے زیادہ متمتع کرنے کی کوشش کرنا، یہ وہ اجمال ہے جس کی تفصیل پوری سیرت محمدی ہے اور جس کے مظاہر بدر وخندق کے معرکے، تبوک کا سفر، حدیبیہ کی صلح، مکہ کی فتح اور ۲۳ برس کی وہ زاہدانہ زندگی ہے جس کا اول شعب ابی طالب کی اسیری اور جس کا آخر زندگی کی وہ آخری شب ہے جس میں گھر میں چراغ بھی نہ تھا اور زرہ نبوی تیس صاع جو کے عوض میں ایک یہودی کے یہاں رہن تھی۔"

حضرت مولانا سیّد ارشد مدنی مدظلہ کا دورۂ پاکستان

حافظ تنویر احمد شریفی

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ کا نام نامی سن کر، پڑھ کر اکابر دیوبند کا مزاج و مذاق سامنے آجاتا ہے۔ اکابر دیوبند کا مزاج و مذاق اپنے اساتذہ و مشائخ کے واسطے سے اصحاب رسول علیہم الرضوان کے مقدس اور مضبوط ترین رشتہ سے ہوتے ہوئے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے اور یہ دراصل ان مقدس ہستیوں کے پرتو ہیں۔

حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمہ کے گھرانے کے کسی فرد کے متعلق معلوم ہوجائے کہ وہ تشریف لارہے ہیں یا ان کا کسی جگہ دیدار و زیارت ہونے کا امکان ہے تو مخلوق خدا میں سے جوق در جوق عقیدت مند مقررہ مقام پہنچ کر زیارت کرنے کو اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔ حضرت شیخ الاسلامؒ کے منجھلے صاحبزادہ محترم مخدومی و مطاعی حضرت اقدس مولانا سید ارشد مدنی مدظلہ ۱۴؍جنوری ۲۰۱۲ء کو دہلی سے لاہور پہنچے۔ لاہور کے احباب کو بھی اس آمد کی اطلاع نہیں تھی۔ مراد آباد سے حضرت مولانا جلیل احمد مدظلہ نے جامعہ مدنیہ لاہور کے مہتمم اور محدث کبیر حضرت مولانا سید حامد میاں قدس سرہ کے جانشین حضرت مولانا سید رشید میاں مدظلہ کو فون پر بتلایا کہ حضرت لاہور فلاں وقت پہنچ رہے ہیں۔ حضرت مہتمم صاحب اسی وقت لاہور کے ہوائی میدان پر تشریف لے گئے۔ برادرم حافظ محمد ابوبکر فہیم الدین (ابن حضرت مولانا نعیم الدین دامت برکاتہم خلیفہ مجاز حضرت مولانا قاری شریف احمد نوراللہ مرقدہ) نے دیکھ لیا کہ حضرت مولانا مدظلہم العالی بیئر جناب طلحہ محمود کے ساتھ جارہے ہیں، سرعت کے ساتھ گاڑی کے قریب پہنچے تو حضرت سے ملاقات و مصافحے کی سعادت میسر ہوگئی۔

حضرت مخدومی و مرشدی مولانا سید ارشد مدنی مدظلہ اسی وقت اسلام آباد اور صوبہ سرحد کے بعض علاقوں میں تشریف لے گئے اور احباب و متوسلین حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ سے ملاقاتیں فرمائیں۔ اس کے بعد حضرت دامت برکاتہم ڈیرہ اسماعیل خان تشریف لے گئے جہاں ان کے میزبان جمعیت علماء اسلام کے امیر حضرت مولانا فضل الرحمٰن زید مجدہ تھے، اور ان کے مدرسہ معارف شرعیہ میں "حضرت شیخ الہندؒ سیمینار" سے ولولہ انگیز خطاب فرمایا، جس کا دورانیہ ڈیڑھ گھنٹہ تھا۔

ڈیرہ اسماعیل خان میں حضرت مولانا مفتی سید مظہر اسعدی مدظلہ (خلیفہ مجاز فدائے ملتؒ، امیر الہندؒ حضرت مولانا سید اسعد مدنی قدس سرہ) اور ان کے صاحبزادے مولانا سید اسعد مظہر اسعدی نے حضرت دامت برکاتہم سے ملاقات کی اور آگے کے سفر کے لئے ہمراہی کی سعادت حاصل کی۔ ڈیرہ اسماعیل خان سے حضرت مدنی مدظلہم بھکر تشریف لے گئے، بھکر میں حضرت شیخ الاسلامؒ کے تلمیذ رشید حضرت مولانا عبداللہ مدظلہم (سرپرست جمعیت علماء اسلام پاکستان) کی عیادت فرمائی جو پیرانہ سالی کی وجہ سے بیمار ہیں۔ بھکر سے بائی روڈ لاہور کے لئے روانہ ہوئے اور جہانیاں میں مختصر سا قیام فرماتے ہوئے ۱۹؍جنوری کو رات ساڑھے دس بجے لاہور پہنچے اور جامعہ مدنیہ کریم پارک میں قدم رنجہ فرمایا۔

جامعہ مدنیہ میں علماء کرام کا ہجوم تھا، سخت سردی کے باوجود خوشاب اور کراچی تک سے بہت سے معتقدین و متوسلین بائی روڈ لاہور پہنچے تھے، جسے حضرت مدنی دامت برکاتہم نے شدرحال سے تعبیر فرمایا۔

جامعہ مدنیہ پہنچنے کے لئے جامعہ کے استاذ الحدیث حضرت مولانا نعیم الدین مدظلہم کے گھر ایک وسیع دسترخوان پر کھانا تناول فرمایا۔ اس موقع پر حضرت مہتمم صاحب کے علاوہ حضرت مفتی سید محمد مظہر اسعدی، حضرت شاہد اشرف مدظلہ (خلیفہ مجاز حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ)، حضرت مولانا سید مسعود میاں زید مجدہ (ابن حضرت مولانا سید حامد میاںؒ)، مولانا مفتی محمد نعیم اسعدی، مولانا مفتی لیئق احمد اسعدی، مولانا سید اسعد مظہر اسعدی، جناب ساجد خلیق بخاری، مولانا شیر محمد اور دیگر علماء معززین شامل تھے۔

اس موقع پر چند ظرافت کی باتیں بھی حضرت نے فرمائیں، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ انہیں اس رپورٹ میں محفوظ کردیا جائے۔ حضرت مولانا نعیم الدین مدظلہم کے پوتے محمد اشہد سلمہ، ابن حافظ محمد ابوبکر فہیم الدین دسترخوان پر کھانا لگنے کے وقت بیٹھ گئے اور اپنی دو ڈھائی سالہ بچپن کی وجہ سے ضد کی کہ مکئی کے دانے جو دسترخوان پر ہیں، وہ مجھے دیئے جائیں۔ اس ضد پر ایک صاحب نے انہیں پلیٹ میں چند دانے دیئے اور کہا بسم اللہ پڑھی؟ کئی مرتبہ جب یہ سوال اس معصوم بچے سے ہوا، جس نے اس طرف کوئی توجہ بھی نہیں کی تو حضرت مدنی مدظلہم نے فرمایا: "بس! آپ کی بسم اللہ اس کے لئے کافی ہے، بچے کو کھانے میں مصروف رہنے دیجئے۔"

اس موقع پر ایک صاحب نے حضرت مدظلہ سے عرض کیا: حضرت! ماشاء اللہ، آپ کی صحت پہلے ہی جیسی

ہے۔ میں نے پندرہ سولہ سال پہلے جیسا دیکھا ویسے ہی ہیں،صرف بال سفید ہوئے ہیں۔ ماشاءاللہ ابھی بھی آپ جوان ہیں۔ حضرت مدظلہم نے فرمایا:"آپ کیسے فرماتے ہیں کہ میں جوان ہوں؟ اٹھنے بیٹھنے میں پریشانی ہوتی ہے اور کہتے ہیں کہ میں جوان ہوں، میں تو اپنے آپ کو اب بوڑھا محسوس کرتا ہوں" وہ صاحب کہنے لگے: آواز میں ماشاءاللہ تو ویسا ہی ہے۔ حضرت نے فرمایا: بس چھوڑیئے! کھانے سے فراغت کے بعد یہ برکتیں حافظ محمد ابوبکر فہیم الدین کے حصے میں آئیں کہ ان کے کمرے میں حضرت نے قیام فرمایا۔

جامعہ کی مدینہ مسجد میں فجر کی نماز کی امامت حضرت مولانا سید ارشد مدنی مدظلہ نے فرمائی۔ بغیر لاؤڈ اسپیکر کے پوری مسجد میں ایک جیسی آواز تھی۔ حضرت نے سنت کے مطابق نماز پڑھائی اور مسنون قرأت فرمائی، یعنی طوال مفصل میں سے سورۂ مزمل پہلی رکعت میں اور سورۂ نباء دوسری رکعت میں تلاوت فرمائی۔

اس موقع پر جی چاہتا ہے کہ معتبر اور مستند روایت نقل کردی جائے۔ جس سے حضرت مولانا مدظلہم کی تلاوت کی سماعت روحانی لذت میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمہ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن بجنوریؒ اپنی تصنیف ''تذکرہ مشائخ دیوبند'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے وصال کے بعد رمضان المبارک میں بالکل حضرت قدس سرہ کے نقش قدم پر قیام رمضان المبارک کا سلسلہ جاری رہا اور حضرت قدس سرہ کے چھوٹے صاحبزادے عزیزم ارشد سلمہ نے قرآن شریف تراویح وتہجد میں اسی لب ولہجے سے سنایا جس طرح حضرت سنایا کرتے تھے۔ سننے والوں کا بیان ہے کہ حضرت قدس سرہ کی تلاوت اور حافظ ارشد سلمہ کی تلاوت میں ذرہ برابر فرق معلوم نہیں ہوتا۔'' (ص:۲۹۵ مطبوعہ کراچی)

نماز کے بعد حضرت مدظلہم نے بعض احباب کو بیعت بھی فرمایا۔ مجلس بیعت کے بعد جناب محمد زید مجدہ (نبیرہ حضرت نفیس الحسینیؒ) کو حضرت نے تخلیئے میں چند منٹ دیئے۔ اس کے بعد حضرت مولانا سید حامد میاں نوراللہ مرقدہ کے مکان میں بعض خواتین کو بیعت فرمایا۔ ناشتے کا انتظام حضرت مولانا نعیم الدین مدظلہم کے گھر پر تھا۔ اس موقع پر جامعہ مدنیہ جدید، رائیونڈ کے مہتمم حضرت مولانا سید محمود میاں مدظلہ نے بھی حضرت سے ملاقات فرمائی۔ ناشتے سے فراغت کے بعد حضرت کا سفر کراچی کے لئے شروع ہوا۔ لاہور کے ہوائی میدان پر حضرت مولانا عبدالحفیظ مدظلہ، جناب رضوان نفیس، مولانا محمد علی نعیم، حافظ محمد ابوبکر فہیم الدین اور دیگر نے حضرت مدظلہ کو رخصت کیا۔ ۱۱ بجے روانہ ہوکر پونے ایک بجے کراچی کے ہوائی میدان پر پہنچے۔

راقم الحروف حضرت کے کراچی پہنچنے سے ایک گھنٹہ پہلے لاہور سے کراچی پہنچا۔ حضرت مدظلہم نے لاہور میں دریافت فرمایا تھا کہ تیرا پروگرام کس طرح ہے؟ میں نے عرض کیا تھا کہ لاہور سے ساڑھے نو بجے (صبح) روانگی ہے، اور انشاءاللہ العزیز کراچی کے ہوائی میدان پر آپ سے ملاقات ہوگی۔ حضرت مدظلہم کا جہاز پونے ایک بجے پہنچا، اندر ہی ملاقات ہوگئی۔ حضرت نے اپنا عربی جبہ جو سردی کے حساب سے پہنا ہوا تھا اتار کر مجھے دیتے ہوئے فرمایا: لو بھئی! اسے پکڑو، تمہارے شہر میں گرمی ہے۔ یہ موقع ایسا تھا کہ سوائے حضرت مولانا مفتی محمد مظہر اسعدی کے کوئی اور نہ تھا، اس وقت کو غنیمت جانتے ہوئے میں نے عرض کیا: حضرت! دو باتیں عرض کرنی ہیں:

پہلی بات حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ کے وہ مکاتیب جو ''مکتوبات شیخ الاسلام'' میں شامل نہیں ہیں، میں نے جمع کئے ہیں، ایک سو تیس کے قریب جمع ہوگئے ہیں، اس میں جناب کی راہنمائی کے ساتھ یہ بھی درخواست ہے کہ اس پر مقدمہ تحریر فرمادیجئے۔ حضرت نے اس کے متعلق مختلف سوالات فرمائے اور ارشاد فرمایا: مکاتیب اگر کسی کتاب سے لئے ہیں تو ان کا حوالہ ضرور درج کیا جائے اور ان مکتوبات کا عکس دیوبند میرے پاس بھیج دیا جائے، انشاءاللہ ضرور لکھوں گا۔

دوسری بات میں نے عرض کی، جو در اصل برادر مکرم مولانا محمد عابد حامدی زید مجدہ کی ترجمانی تھی کہ لاہور کے احباب حضرت مولانا نعیم الدین مدظلہ کی نگرانی اور جناب کی سرپرستی میں "مجلس یادگار شیخ الاسلام" کے طرز کی ایک انجمن بنانا چاہتے ہیں اور اس کے تحت حضرت شیخ الاسلامؒ سے متعلق سیمینارز کرانا چاہتے ہیں، انہوں نے آپ سے دعاؤں کی درخواست کی ہے۔ حضرت مدظلہم نے ارشاد فرمایا:

''یہ تو بہت اچھا ہوگا اور ہمیں اپنے بزرگوں کے افکار کی اشاعت کرنی بھی چاہئے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس میں کامیابی عطا فرمائے اور قبولیت سے نوازیں۔ آمین۔''

حضرت مدظلہم سامان کے انتظار میں تشریف فرما ہوگئے اور اس طرح حضرت کی بابرکت صحبت سے مزید استفادے کا موقع مل گیا۔ اتنی دیر میں حضرت مولانا سید اظہد رشیدی دام ظلہم اور سینیٹر طلحہ محمود صاحب نے کہا: حضرت سامان آگیا، چلتے ہیں۔ مولانا اظہد صاحب نے عرض کیا: حضرت! ابھی تو آپ کو باہر سب سے معانقہ بھی کرنا پڑے گا، میں نے عرض کیا: حضرت! باہر متعلقین کا ایک ہجوم ہے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ میں تو معانقہ کرتے کرتے تھک جاؤں گا۔ استقبالیہ ہجوم میں حضرت مولانا امداد اللہ (ناظم جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن)، حضرت مولانا عبدالرؤف غزنوی، حضرت مولانا محمد یحییٰ مدنی مدظلہ، حضرت مولانا مفتی خالد محمود، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا اسعد زکریا، مولانا عزیز الرحمٰن رحمانی، مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی، حافظ فہیم الدین پراچہ، نعمان محمد امین، حافظ محمد عاطف اور دیگر علماء کرام ومعززین شہر موجود تھے۔

حضرت مدظلہم کراچی کے ہوائی میدان سے حضرت شیخ الاسلامؒ کے تلمیذ رشید اور روزنامہ الجمعیۃ دہلی کے سابق ایڈیٹر حضرت مولانا سید محمد اصلح الحسینی دامت برکاتہم

سے ملاقات کے لئے گلشن اقبال تشریف لے گئے۔ آپ نے ان کی مزاج پرسی فرمائی اور پندرہ منٹ ان کی خدمت میں رہ کر انوار العلوم تشریف لے گئے۔ مدرسہ انوار العلوم کے مہتمم مولانا اسعد زکریا (تلمیذ حضرت مولانا سید ارشد مدنی مدظلہ فاضل دیوبند) نے ظہرانے کا اہتمام فرمایا تھا۔ اس ظہرانے میں علماء کرام کی ایک بڑی تعداد موجود تھی۔

ظہرانے کے بعد حضرت مدظلہم فیڈرل بی ایریا میں مدرسہ زکریا الخیریہ میں صاحبزادہ مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی کی دعوت پر تشریف لے گئے، وہاں سے پاکستان چوک تشریف لائے اور مجلس یادگار شیخ الاسلام کے بانی صدر، حضرت شیخ الاسلام کے مسترشد اور دارالعلوم دیوبند کے سابق خزانچی حضرت مولانا قاری شریف احمد رحمہ اللہ کے مکان پر تشریف لے گئے اور فرمایا:

''میں حضرت قاری صاحبؒ کے اصرار اور حکم سے یہاں حاضر ہوتا تھا، کبھی مدرسہ میں اور کبھی مسجد میں، لیکن آج حضرت قاری صاحبؒ موجود نہیں، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، ان کی اولاد کو ان کے نقش قدم پر چلائے اور حفاظت فرمائے، حضرت قاری صاحبؒ کی جو خدمات ہیں ان کو جاری رکھنے کی صلاحیتیں عطا فرمائے۔ آمین۔''

حضرت مدظلہم نے ارشاد فرمایا کہ میں بہت مختصر وقت کے لئے حاضر ہوا ہوں، پھر ان شاء اللہ تفصیل سے کبھی دیکھیں گے۔ اس موقع پر حضرت نے قاری صاحبؒ کے متعلق چند سوالات فرمائے کہ ان کی تدریس کا عرصہ کتنا تھا؟ برادرم مولانا مفتی محمد اسرار مدظلہ نے جواب میں عرض کیا کہ تقریباً ۷۲ سال پڑھایا ہے۔ حضرت مدظلہ نے سبحان اللہ پڑھتے ہوئے فرمایا کہ حضرت قاری صاحبؒ کی عمر کتنی تھی؟ انہوں نے بتلایا کہ پورے سو سال ۱۳۳۲ھ سال پیدائش ہے اور ۱۴۳۲ھ سال وفات۔ حضرت نے فرمایا اچھا؟ مجھے علم نہیں تھا کہ اتنی عمر ہے۔ ماشاء اللہ اپنے کاموں میں منہمک نظر آتے تھے آخری چند سالوں میں ضعف آگیا تھا۔

حضرت قاری صاحبؒ کے گھر سے حضرت مدظلہم دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تشریف لے گئے۔ عصر کی نماز ادا فرمائی اور مجلس کے کارکنان سے حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ کی تعزیت فرمائی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے حضرت مدظلہم علامہ بنوری ٹاؤن تشریف لے گئے اور جامعہ علوم اسلامیہ کے رئیس حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہم سمیت اساتذہ کرام سے ملاقات فرمائی۔ عصر کے بعد فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ مغرب کے بعد بنوری ٹاؤن کے اساتذہ کرام طلباء اور متوسلین کی قسمت کے وارے نیارے ہوگئے۔ حضرت مدظلہم نے ان سے خطاب فرمایا حضرت کا یہ بیان ایسا دلنشین تھا کہ میں نے پہلے کبھی حضرت کا ایسا بیان نہیں سنا۔ اس بیان کی چیدہ چیدہ باتیں اس طرح ہیں:

''میں ایک مرتبہ انگلینڈ کے سفر پر گیا، کئی سال ہوگئے، وہاں ایک تعلیمی ادارہ ہے آکسفورڈ یونیورسٹی، اس میں ایک شعبہ ہے اسلامیات کا، جس طرح پوری دنیا میں یونیورسٹیوں کے اندر شعبۂ اسلامیات ہوتے ہیں، اسی طرح آکسفورڈ یونیورسٹی میں بھی شعبۂ اسلامیات ہے۔ اس شعبے کے سربراہ ہندوستان کے ایک ڈاکٹر ہیں، ڈاکٹر فرحان، ڈاکٹر صاحب علیگڑھ یونیورسٹی کے ایک مشہور استاذ پروفیسر خلیق احمد نظامی کے صاحبزادے ہیں۔ نظامی صاحب ایک معروف اور کامیاب مصنف تھے۔ ان کی کتابیں کو علماء کرام میں قبولیت حاصل ہے۔ خصوصاً مشائخ چشت پر ان کی کتاب بہت بہترین معلومات کا خزانہ ہے۔ نظامی صاحب نے اپنے بھتیجے کی تربیت کی، فریدی صاحب (حضرت مولانا نسیم احمد فریدیؒ)، حضرت رحمہ اللہ (حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ) سے بیعت تھے۔ بعد میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ نے خلافت سے نوازا۔ میرے چھوٹے بھائی نے ہندوستان سے مجھے ان کا نمبر بھیجا کہ ان سے ملوں۔ میں فون کر کے ان کے پاس گیا، وہ کوئی مذہبی آدمی نہیں تھے، لیکن ہندوستانی مسلمان ہیں، ان سے بات چیت ہوئی، انہوں نے بتلایا کہ آکسفورڈ یونیورسٹی میں ایک سیمینار ہوا، جس کا موضوع تھا: بنیاد پرستی، صبح سے شام تک مقالے پیش ہوئے، ڈاکٹر فرحان کا کہنا تھا کہ مقالہ نگاروں کا کہنا تھا کہ ہم دنیا کے لوگوں کو ترقی کی راہ پر ڈالنا چاہتے ہیں، آگے کی طرف بڑھو، خیر کی طرف بڑھو، لیکن مسلمان ترقی کے لئے چودہ سو سال پہلے کی طرف دیکھتا ہے۔''

حضرت نے یہ بھی فرمایا کہ یہ اس وقت کی بات ہے جب افغانستان کی دلدل میں پھنس کر روس پاش پاش ہوگیا۔ حضرت مدظلہم ان سے مل کر واپس تشریف لے آئے فرماتے ہیں:

راستے بھر سوچتا رہا کہ بنیاد پرستی کے حوالے سے مسلمانوں میں کون سی جماعت ان کی مراد ہے؟ دو چیزیں ذہن میں آئیں، ایک تبلیغی جماعت، پوری دنیا میں اس کے لوگ مل جاتے ہیں۔ ایئرپورٹ پر جایئے، جہازوں میں جایئے، ریلوں میں جایئے، بسوں میں جایئے، تبلیغی جماعت کے لوگ بستر کمر پر لادے ہوئے نظر آئیں گے۔ یہ چھ نمبروں میں گھومتے ہیں، زلزلہ آجائے، مصیبتیں آجائیں کیسی ہی تکالیف آجائیں، یہ ہیں کہ چھ نمبروں سے باہر ہی نہیں نکلتے۔ میرے ذہن میں تھا کہ یہ جماعت بنیاد پرست ہے؟ لیکن میرے ذہن نے فوراً اس کی نفی کردی۔ اس لئے کہ تبلیغی جماعت کا یہ اثر نہیں ہوسکتا کہ دنیائے کفر اس سے ڈرے۔ یہ تو جہاں کسی مسجد میں گئے اور اگر وہ مخالف ہوں تو ان کا سامان باہر پھینک دیتے ہیں کہ دیوبندی گھس آئے۔ ذہن میں دوسری چیز آئی کہ جن سے دنیائے کفر ڈرتی ہے وہ ہے مدارس اسلامیہ اور اس سے بننے والے افراد۔ جو باطل سے ٹکر لیتے ہیں، آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرتے ہیں، ہمارے اسلاف اور بزرگوں نے ایسا ہی کیا، وہ اپنے کام میں اتنے پختہ تھے کہ کسی کے سامنے جھکے نہیں۔

حضرت شیخ الہندؒ کے تلامذہ کرام جو تعلیم کے بعد

جس شعبے میں گئے اور جس فن سے نسبت ہوئی اپنی جگہ وہ امام بن گئے۔

حضرت مفتی کفایت اللہ دہلویؒ، مفتی اعظم... اللہ نے انہیں یہ خوبی عطا فرمائی تھی کہ ایک پورے مضمون کو، چھ سات صفحے کے مضمون کو چند سطروں میں بیان کر دیا کرتے تھے۔ حضرتؒ نے ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا کہ "میر زاہد" رسالہ میں نے اور حضرت مفتی صاحبؒ نے حضرت شیخ الہندؒ سے پڑھا تھا، جب اس کا امتحان ہوا تو میں (حضرت شیخ الاسلامؒ) نے سات آٹھ صفحے لکھے، اور حضرت مفتی صاحبؒ نے سات آٹھ سطریں لکھیں، حضرت شیخ الہندؒ نے دونوں کو برابر نمبر دیے۔

حضرت مفتی صاحبؒ بہت پائے کے عالم تھے، کئی مرتبہ "شامی" مطالعہ فرمائی تھی، جب کسی مسئلے کے تلاش کی ضرورت پڑتی تو کتاب کھولتے، بس ایک دو صفحے پہلے یا بعد میں مسئلہ موجود ہوتا۔ شامی اتنی مستحضر تھی۔

حضرت مفتی صاحبؒ کا آخری وقت تھا، بیمار تھے، دیوبند سے حضرتؒ اور حضرت مولانا مفتی مہدی حسنؒ عیادت کے لئے گئے۔ حضرت مفتی صاحبؒ کے پاس پہنچے تو جہاں سے مفتی صاحب لیٹے ہوئے نظر آئے مفتی مہدی حسن صاحبؒ بھاگ کر پاؤں میں گر گئے، جب کہ مفتی مہدی حسن صاحبؒ سید تھے اور حضرت مفتی اعظمؒ قوم کے نائی تھے۔ حجام، یہ کیا تھا؟ یہ علم دین میں انہماک تھا، جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ عزت دی تھی۔

حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ اپنے فن کے ماہر تھے، امام کا درجہ رکھتے تھے۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ جس طرف گئے اپنے فن کے امام بن گئے، یہ سب کس کے شاگرد ہیں؟ حضرت شیخ الہندؒ کے شاگرد ہیں۔

حضرت تھانویؒ مجدد ملت ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بہت علم سے نوازا تھا، ہر چیز ان کے ہاں نپی تلی ہوتی تھی۔ حضرت شیخ الہندؒ ایک مرتبہ تھانہ بھون تشریف لے گئے۔ حضرت تھانویؒ نے اپنے مزاج سے ہٹ کر اپنے استاذ کے لئے دستر خوان سجا دیا، جتنا کر سکتے تھے وہ کیا، حضرت شیخ الہندؒ کھانے کے لئے بیٹھے تو دیکھا کہ انواع نعمت موجود ہیں۔ پوچھا: "بھئی مولوی اشرف علی! اس تکلف کی کیا علت ہے؟" حضرت تھانویؒ بڑے ذہین تھے، فرمایا: حضرت! اس کی علت آپ کے تشریف لانے کی قلت ہے۔"

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ، اللہ نے کس پائے کا عالم بنایا؟ آپ کے ہاں ہیں۔

جسے دیکھئے اپنی بات میں علم میں وزن رکھتا ہے۔ یہ شاگرد ہیں حضرت شیخ الہندؒ کے تو جب یہ ایسے شاگرد ہیں تو خود شیخ الہندؒ کس پائے کے استاذ ہوں گے کہ انہوں نے ان کی ایسی تربیت فرمائی؟ مقصد یہ ہے کہ ان کے اندر یہ خوبی کہ کسی کے آگے نہیں جھکے، دوسری تہذیبوں کو ان کے آگے جھکنا پڑا، ایسا کیوں ہوا؟ کیسے ہوا؟ یہ ان کی طالب علمی کی زندگی میں طلب علم سے انہماک کی وجہ سے ہوا۔ انہوں نے تعلیم حاصل کرنے کے لئے اپنے آپ کو وقف کیا تھا، دوران تعلیم کسی بھی دوسری سرگرمیوں میں حصہ نہیں لیا۔ اس لئے میں آپ سے کہتا ہوں کہ دوران تعلیم صرف اپنی تعلیم پر توجہ دیں، جو سبق پڑھنے جا رہے ہیں اس کو مطالعہ کر کے پہلے خود حل کرنے کی کوشش کریں، سبق میں توجہ سے بیٹھیں، سبق کا تکرار کریں، یہ تین باتیں ہوں گی تو آپ کامیاب طالب علم ہیں، ورنہ بے کار، خود بھی برباد ہوں گے اور مدرسے کی بھی بدنامی ہوگی۔ دوسرے تعلیم کے دوران کسی بھی قسم کی تحریک میں حصہ نہ لیجئے، خواہ وہ تحریک کتنی ہی مقدس کیوں نہ نظر آرہی ہو، ابھی آپ میں اس کی صلاحیت نہیں ہے کہ آپ اچھے برے کی تمیز کر سکیں۔ ہاں! جب فارغ ہو جائیں اور جس طرف رغبت ہو، اپنے اساتذہ کے مشورے سے اس میدان میں جائیے، تبلیغ میں جائیے، سیاست میں جائیے، کاروبار میں جائیے، وہاں آپ کو کامیابی ملے گی۔

حضرت کے خطاب لاجواب کے بعد حضرت مولانا سید محمد اصلح الحسینی مدظلہ نے دعا کرائی۔ جامعہ علوم اسلامیہ کی طرف سے رات کو عشائیہ کا اہتمام کیا گیا، جس میں شہر کے دیگر اہل علم بھی شریک تھے۔

۱۹ جنوری ۲۰۱۲ء فجر کے بعد مہمان خانے میں بعض متوسلین کو بیعت کیا، اور حضرت مدنی مدظلہم نے دارالحدیث میں طلبا دورہ حدیث کو اجازت اس شرط کے ساتھ دی:

"آپ لوگوں کا اصرار ہے کہ میں آپ کو حدیث کی اجازت دوں، اگرچہ میں تہی دست ہوں اور اپنے آپ کو ہرگز اس قابل نہیں سمجھتا کہ میں اجازت دوں، آپ باکمال اساتذۂ کرام سے پڑھتے ہیں اور حقیقت میں وہ صاحب علم ہیں، آپ کا مجھ سے مطالبہ مجھ سے بالا ہے، بس صرف یہی سمجھ میں آتا ہے کہ میں دارالعلوم دیوبند کا ایک ادنیٰ سا خادم ہوں، اس نسبت کی وجہ سے آپ مجھ سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ میں اجازت حدیث دوں۔

میرے عزیز طلبا! حدیث کی اجازت دیتے وقت یہ ضروری نہیں ہے کہ استاذ کے سامنے حدیث پڑھی جائے اس بات کو مدنظر رکھئے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مبارک احادیث ہمیں اپنے اکابر اساتذہ سے پہنچی ہیں۔ اگر آپ اپنے اکابر کے فکر و مشرب کو حق سمجھتے ہیں، ان کے عقائد و نظریات خانہ زاد نہیں تھے، بلکہ یہ عقائد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے، آپ سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ذریعے، تابعین، تبع تابعین، محدثین کرام سے ہوتے ہوئے ہم تک پہنچے ہیں۔ اگر آپ اپنے اکابر کی فکر و مشرب اور عقائد کو صحیح سمجھتے ہیں تو یہ ناچیز ہیچمدان آپ کو حدیث کی اجازت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔"

اس کے بعد حضرت مدنی مدظلہم حضرت مولانا محمد یحییٰ مدنی مدظلہم کی خواہش پر معہد الخلیل الاسلامی تشریف لے گئے اور ناشتہ علماء کرام کے ساتھ کیا اور وہیں سے کراچی کے ہوائی میدان اور پھر وہاں سے گیارہ بجے دن دہلی تشریف لے گئے۔

☆☆..........☆☆

امراضِ مرزا قادیانی!

’’روئے زمین پر کچھ لوگ تو وہ ہوتے ہیں جو وقتی ابتلا و آزمائش میں صرف اس لئے ڈالے جاتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے ایمان ویقین کا امتحان لے کر اپنی سرخروئی سے سرفراز فرمائے لیکن کچھ لوگ وہ ہوتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ ان کے سیاہ کارناموں کے باعث ڈھیل دیتا ہے، پھر جب اللہ کی پکڑ آتی ہے تو فرار کے تمام راستے مسدود ہو جاتے ہیں اور عاصی وطاغی شخص روئے زمین پر عبرت کا مرقع بن جاتا ہے۔

مرزا قادیانی بھی انہی لوگوں میں سے ایک تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے ڈھیل دی اور جب پکڑ فرمائی تو عاد وثمود کی طرح مرزا قادیانی کا عبرت کا مجسمہ بن گیا، اس کے گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے متضاد دعاوی کی طرح اس کو لاحق امراض بھی کچھ اس قسم کے تھے کہ یونان کے حکماء اور بنگال کے جادوگر بھی سر پکڑ کر بیٹھ جائیں۔ ذیل کے مضمون میں مرزا قادیانی کی مختلف النوع اور سب رنگ بیماریوں کی ایک جھلک پیش خدمت ہے۔‘‘ (ناصر الدین مظاہری)

تیسری قسط

مولانا نور محمدؒ ٹانڈوی

مراق کا تعلق خاندانی ہے:

(۱) جب خاندان سے اس کی ابتدا ہو چکی تو پھر اگلی نسل میں بے شک یہ مرض منتقل ہوا۔ مضمون ڈاکٹر شاہ نواز صاحب قادیانی (مندرجہ رسالہ ریویو قادیان اگست ۱۹۲۰ء ص ۱۱)

(۲) بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ حضرت (مرزا) صاحب کے ایک حقیقی ماموں تھے جن کا نام مرزا جمعیت بیگ تھا ان کے یہاں ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہوئی اور ان کے دماغ میں کچھ خلل آ گیا تھا لڑکے کا نام مرزا علی شیر تھا اور لڑکی کا نام حرمت بی بی، لڑکی حضرت صاحب کے نکاح میں آئی اور انہی کے بطن سے مرزا سلطان احمد اور فضل احمد پیدا ہوئے۔ (سیرۃ المہدی ص ۲۰۶ جلد ۱)

مرض مراق کیا چیز ہے؟ اس پر ایک تحقیقی نظر:

ناظرین کرام! مرزا صاحب اور ان کے حواریوں کی معتبر تحریروں وشہادتوں سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ مرزا صاحب دوران سر، دردسر، کمی خواب، تشنج دل، بدہضمی، اسہال، کثرت پیشاب، ذیابیطس، دق سل، ضعف باہ، نامردی، غلبہ نسیان، خرابی حافظہ، ضعف دل و دماغ، ہسٹریا مراق وغیرہ جیسی خبیث بیماریوں کے شکار تھے جیسا کہ آپ نے اس مضمون میں تفصیل کے ساتھ ملاحظہ کیا ہے لیکن اس وقت ان بیماریوں میں سے صرف مراق کی تحقیق کرنا ہے کہ یہ کیا چیز ہے اور کیا کوئی مدعی نبوت اور صاحب الہام اس مراق میں مبتلا ہو سکتا ہے یا نہیں اور جو مدعی نبوت والہام اس میں مبتلا ہو جائے تو وہ اپنے دعویٰ نبوت الہام میں جھوٹا ہے یا سچا ان مندرجہ بالا امور پر ایک تحقیقی نظر ڈالی جاتی ہے، ملاحظہ کیجئے سب سے پہلے از روئے طب جانچ کی جاتی ہے کہ مراق کیا ہے۔ (شرح اسباب جلد اول ص ۴۰ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ میں ہے)

(۱) نوع من الماليخوليا يسمى المراقي والعلة النافخة وذلك يكون من خلط سوداوي حاد يجتمع في المعدة ويحدث فيها ورما باردا وفي الماساريقا ويحدث فيها سددا او ورما وفي الطحال وفي المراق وترتقي منه بخارات الى الدماغ في اى عضو كان اجتماعه.

مالیخولیا کی ایک قسم جس کو مراق کہتے ہیں اور یہ مرض تیز سودا سے جو معدہ میں جمع ہو جاتا ہے پیدا ہوتا ہے اور اس میں ورم بارد پیدا کرتا ہے اور ماساریقا میں جمع ہو کر اس میں سدہ اور ورم پیدا کرتا ہے اور جس عضو میں یہ مادہ جمع ہوتا ہے اس سے سیاہ بخارات اٹھ کر دماغ کی طرف چڑھتے ہیں سرافیون کہتے ہیں چونکہ اس کی ابتداء غشاء مراق سے ہوتی ہے اس لئے اس کا نام مراق رکھا گیا اور مراق ایک جھلی ہے جو باہر کی جانب سے احشاء بطن کو استر لگاتی ہے اور یوحنا کی رائے یہ ہے کہ اس مرض مراق میں نفخ ہو جاتا ہے اس لئے اس کو مراق کہتے ہیں اور یہی صحیح ہے۔

(۲) قال سرافيون لان ابتداء ويكون من المراق وهو بالتشديد الغشاء المبطن للاحشاء من خارج وقال يوحنا لانه ينفخ المراق و شرح اسباب صفحہ ۴۳۔

حکیم نور الدین صاحب کو مرزائیت میں ایک اونچا مقام حاصل تھا اسی وجہ سے مرزا صاحب کے مرنے کے بعد وہ گدی نشین ہوئے اور خلیفہ اول کہلائے وہ اپنی کتاب بیاض نور الدین ص ۲۱۱ جلد ۱ میں مراق کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مراق مالیخولیا کی ایک شاخ ہے اور مالیخولیا مراقی میں دماغ کو ایذا پہنچتی ہے، اس لئے مراق کو سر کے امراض

میں لکھا ہے:

(۳) ڈاکٹر شاہ نواز خان صاحب قادیانی مراق کی یہ تشریح کرتے ہیں یونانی میں مراق اس پردے کا نام ہے جو احشاء الصدر کو احشاء البطن سے جدا کرتا ہے اور معدے کے نیچے واقع ہوتا ہے اور فعل تنفس میں کام آتا ہے پرانے سوء ہضم کی وجہ سے تشنج سا ہو جاتا ہے بدہضمی اور اسہال ہی اس مرض میں پائے جاتے ہیں، اور سب سے بڑھ کر یہ اس مرض میں تخیل بڑھ جاتا ہے اور مرگی اور ہسٹریا والوں کی طرح مریض کو اپنے جذبات وخیالات پر قابو نہیں رہتا۔

(ریویو قادیان ماہ اگست ۱۹۲۶ء)

تشریح مراق ازروئے طب جدید:

ڈاکٹر موصوف لکھتے ہیں:

مراق کا دوسرا نام عربی میں جمود ہے اور انگریزی میں اس علامت کو (کیٹالاپی) کہتے ہیں یہ بعض علامات کو مجموعی طور پر پکارنے کے لئے بولا جاتا ہے اور اس میں بازو اچانک سن ہو جاتا ہے اور جہاں رکھا ہو وہیں پڑا رہتا ہے یعنی اس میں اپنے ارادے سے حرکت دینے کی طاقت نہیں رہتی بازو بعض دفعہ تشنج ہو کر سخت ہو جاتا ہے اور بعض دفعہ نرم دل کی حرکت کمزور ہو جاتی ہے نبض سست ہو جاتی ہے سانس مدہم پڑ جاتی ہے اور سخت ضعف ہو جاتا ہے بالعموم اس کا حملہ اچانک ہو جاتا ہے مگر بعض دفعہ سردرد اور تلی وغیرہ پہلے ہو جاتی ہے۔

(ریویو مذکور ص۸)

ڈاکٹر صاحب مرض مراق کی اس تشریح کے بعد بادل نخواستہ اس امر کا اقرار کرتے ہیں کہ مرزا صاحب اس خبیث مرض کے مریض تھے، چنانچہ وہ اس طرح لکھتے ہیں کہ یہ امر واقعہ ہے کہ حضرت (مرزا) صاحب کو بدہضمی اسہال اور دوران سر کی عموماً شکایت رہتی ہے۔ (حوالہ مذکورہ ص۶)

ناظرین کرام! طبی تحقیق وحکیم نورالدین صاحب وڈاکٹر شاہ نواز خان اسسٹنٹ سرجن کی تشریحات سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ مرض مراق (مالیخولیا کی ایک قسم ہے) اور اس مرض کے مریض عموماً بردا طراف اسہال وبدہضمی دوران سر میں مبتلا ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے خیالات وجذبات پر کوئی قابو نہیں رکھتے" جیسا کہ مرزا صاحب کی ذات شریف اس کی زندہ مثال ہے اب یہ معلوم کرنے کی ضرورت ہے کہ مالیخولیا کس کو کہتے ہیں تو اس کے متعلق طبی اور مرزائی تحقیق ملاحظہ کیجئے:

مالیخولیا کس کو کہتے ہیں؟

(۱) قال الشیخ انما قال مالیخولیا کان حدوثه عن سوداء غیر محترقة تسمیة له باسم السبب لان معناه بالیونانیة یا بالخلط الاسود قال یوحنا ابن سرافیون معناه الفزع فیکون تسمیته باسم عرضه۔

(حدود الامراض ص۱۰ مطبوعہ مجتبائی)

شیخ الرئیس فرماتے ہیں کہ اس کو مالیخولیا اس لئے کہتے ہیں کہ اس کا حدوث غیر محترقہ سوداء سے ہوتا ہے اور یوحنا ابن سرافیون نے کہا کہ اس کے معنی ڈر اور خوف کے ہیں (اس کے عوارض ہیں) اس لئے یہ سبب ان عوارض کے مرض کا نام مرض کے عرض کے نام پر رکھا گیا۔

حقیقت واسباب مرض:

(۲) تغیر الظنون والفکر عن المجری الطبیعی الی الفساد والخوف المزاج سوداوی وتوحش الروح ویفزع ولا یوذی احداً بخلاف جنون السبعی ونوع منه یقال له المراقی وهو ان یکون بشرکة المراق۔ (حوالہ مذکور بالا)

سوداوی مزاج انسان کے ظنون وافکار طبعی خوف وفساد کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اس کی روح وحشت وخوف محسوس کرتی ہے یہ مریض کو ایذا نہیں دیتی بخلاف جنون سبعی کے، مالیخولیا کی ایک قسم وہ ہے جسے مالیخولیا مراقی کہتے ہیں، یہ مرض مراق کی شرکت سے ہوتا ہے۔

(۳) جب غشاء مراق کے سبب سے مالیخولیا ہو تب اسے مالیخولیا مراق کہتے ہیں۔

(مخزن حکمت صفحہ ۱۲۵۱ جلد۲)

(۴) حکیم نورالدین صاحب خلیفہ اول قادیان لکھتے ہیں:

مالیخولیا بہ سبب تین قسم پر ہے اول دماغی جس کا محل وقوع دماغ ہے اطباء اس کو شرکا احتاف کہتے ہیں دوم قلب اور دماغ کے سوا جس کا محل تمام بدن ہو اور تمام بدن سے بخارات دماغ کی طرف چڑھیں یہ تمام اقسام مالیخولیا سے اسلم ہے سوم امعاء میں رو یہ فضلات سے یا معدے کے سوداوی ورم سے یا باب الکبد کے ورم سے یا جگر اور امعاء دونوں سے یا عروق دقاق سے یا ماساریقا کے سوداوی بلا ورم سدہ سے یا ماساریقا کے ورم سے بخارات نکل کر غشاء مراق تک پہنچیں اور مراق سے اٹھ کر بخارات دماغ کی طرف جائیں اور مالیخولیا پیدا کریں اس کو مالیخولیا مراق کہتے ہیں (ف) چونکہ مالیخولیا جنون کا ایک شعبہ ہے اور مراق مالیخولیا کی ایک شاخ ہے اور مالیخولیا مراقی میں دماغ کو ایذا پہنچتی ہے اس لئے مراق کو سر کے امراض میں لکھا گیا ہے۔ (بیاض نورالدین ص۲۱۱ جلد۱)

(جاری ہے)

قادیانیوں کی غیر آئینی سرگرمیاں

ہمارے حکمرانوں کا رویہ!

پروفیسر خباب احمد خان

اقلیت (Minorty) کم تعداد، تھوڑا ہونا، کم، چھوٹا وغیرہ کے لئے بولا جاتا ہے۔ وہ قوم جو تعداد میں تھوڑی ہو، یعنی اس سے مراد آبادی کا وہ حصہ ہے، جو عددی، مذہبی، نسلی اور سیاسی لحاظ سے اکثریت سے کم ہو۔ اکثریت اور اقلیت ہر خطے اور ہر علاقے میں پائی جاتی ہیں۔ اقلیت ہمیشہ اکثریت کا لحاظ کرتی ہے، اگر وہ کسی ریاست میں ہو تو اس کے آئین و قانون کی پابند رہتی ہے، جس کے جواب میں اکثریت سے وہ رواداری کی توقع رکھتی ہے اور مذہبی آزادی اور مراعات کی خواہاں ہوتی ہے۔ اسلامی تہذیب کی ایک نمایاں خصوصیت اس کے حاملین میں پائی جانے والی رواداری ہے۔ رواداری کا آسان الفاظ میں مفہوم بے تعصبی ہے، آپ مسلمانوں کی پوری تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں، اس میں رواداری اور بے تعصبی ایک نمایاں صفت کے طور پر سامنے آئے گی۔ قرون اولیٰ میں بھی کوئی ایک واقعہ ایسا نہیں ملتا، جہاں اقلیت کو اکثریت کی بنا پر روندا گیا ہو یا ان کے ساتھ ناانصافی کی گئی ہو، ایسے واقعات بھی تاریخ اسلام کا حصہ ہیں، جن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ عہد رسالت میں بھی اور عہد خلفائے راشدین میں بھی جب کوئی اقلیتی فرد حق پر ہوا اور مقابل میں کوئی عام مسلمان ہوا یا حاکم وقت، اس کے ساتھ ناانصافی نہیں کی گئی۔

مسلمانوں کو اکیسویں صدی میں اندرونی اور بیرونی طور پر کچھ نئے چیلنجوں کا سامنا کرنا پڑا۔ فکری یلغار کے ساتھ ابلاغی یورش کے ذریعے فتنوں کو خوش کن اور دل فریب نعروں میں ملفوف کر کے لوگوں کے ذہنوں میں انڈیلا جارہا ہے۔ انسانی حقوق، آزادی اظہار اور آزادی مذہب کے عنوانات کے تحت زہر کو تریاق بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسا فریب آمیز ہتھیار ہے جس سے امت مسلمہ کے ضمیر کو ذبح کیا جارہا ہے، آزادی اظہار کی آڑ میں تسلیمہ نسرین اور سلمان رشدی جیسے ملعونوں سے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن اور اسلام کی توہین کرائی جاتی ہے، آزادی مذہب کے نام پر عیسائی اور قادیانی مشنریوں کی سرپرستی اور ارتداد کی اسلامی سزا کی مخالفت میں مہم چلائی جاتی ہے۔ انسانی حقوق کے عنوان سے غیرت کے نام پر قتل کی مذمت تو کی جاتی ہے، بدکاری اور عصیاں کے فروغ کی ستائش کرنے کے ساتھ اسلامی سزاؤں کو وحشیانہ کہا جاتا ہے۔

رواداری کو بھی مسلم ممالک میں مغرب اقلیتوں کے لئے ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کررہا ہے۔ عدم رواداری کا پروپیگنڈا کر کے اسے نفسیاتی حربے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ مغربی ممالک میں اقلیت کے ساتھ جو عمومی برتاؤ کیا جاتا ہے وہ اب کوئی سربستہ راز نہیں، مسجد کے میناروں کا معاملہ ہو یا مذہبی آزادی کا، مسئلہ حجاب ہو یا عدالتی انصاف، ہر معاملے میں مسلمانوں کے ساتھ امتیازی برتاؤ کیا جاتا ہے۔ آئے دن ''آتشیں لٹریچر'' کی اشاعت، خاکہ سازی، اسلام اور مسلمانوں کو دشنام دینا ایک معمول ہے۔ مسلم اقلیتیں ریاستی قوانین کی پابندی کرنے کے باوجود گردن زدنی قرار پائی ہیں، جبکہ مسلم ملکوں میں غیر مسلم اقلیتیں ریاستی قوانین کی دھجیاں بکھیرنے کے بعد ہمدردی کی مستحق ٹھہرائی جاتی ہیں۔

پاکستان میں اقلیتوں کو دوہرے ووٹ کا حق بھی حاصل ہے، اس کے باوجود آقاؤں کی تشفی نہیں ہوتی۔ نائن الیون کے بعد اقلیتوں نے اکثریت کے خلاف جارحانہ رویہ اختیار کررکھا ہے، آبادی دو ڈھائی فیصد ہونے کے باوجود اکثریت کے قوانین کو پامال کرنا اپنا حق سمجھتی ہیں۔ اقلیتوں میں قادیانیوں کا کردار انتہائی گھناؤنا ہے، وہ دنیا میں اپنی مظلومیت کا رونا روتے ہیں، مگر وہ اپنی ناپاک جسارتوں میں دوسری اقلیتوں سے کہیں آگے ہیں۔ کلیدی عہدوں پر ان کی معتدبہ تعداد فائز ہے، حالانکہ وہ پاکستان کی آبادی کا صرف اعشاریہ۲ فیصد ہیں، ان کی ڈیڑھ لاکھ سے کچھ زائد آبادی ہے۔ اسی طرح وہ آئینی طور پر غیر مسلم قرار دیئے جانے کے باوجود عملاً اس فیصلے کو ماننے سے انکاری رہے، امتناع قادیانیت آرڈی نینس ۱۹۸۴ء کے تحت انہیں اسلامی شعائر اور اسلامی اصطلاحات اور القابات کے استعمال سے روکا گیا تو انہوں نے اس کی بھی خلاف ورزی کو اپنا معمول

بنائے رکھا اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا جھوٹا پروپیگنڈا کر کے پاکستان کو بدنام کرنے کی ہر ممکن مساعی کرتے اور ظلم و ستم کی من گھڑت کہانیاں سنا کر جرمنی، برطانیہ سمیت دیگر مغربی ممالک اور اسرائیل میں سیاسی پناہ حاصل کر کے مالی مفادات سمیٹتے ہیں۔

باؤنڈری کمیشن میں مسلمانوں سے علیحدہ وطن کا مطالبہ کر کے گورداسپور کو الگ کروا کر بھارت کے لئے پاکستان کی شہ رگ پر قبضے کی راہ ہموار کرنے والے، ۱۹۶۵ء کی جنگ میں ربوہ سے دشمن کے طیاروں کو سگنل دینے (جس پر واپڈا کو مجبوراً ان کی بجلی کاٹنی پڑی) اپنے ایک رکن ڈاکٹر عبدالسلام کی طرف سے پاکستان کے ایٹمی ماڈلوں کو امریکا کے سامنے رکھنے والے کھلے عام پاکستان میں اپنی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ برطانیہ، بھارت اور دوسرے ممالک میں پاکستان کے مقتدر اداروں کو بدنام کرنے میں انہی کے کئی منصور اعجاز شامل ہیں مگر ہمارے مقتدرین ''زمیں جنبد، نہ جنبد گل محمد'' کی تصویر بنے ہوئے ہیں۔

قادیانی رواداری کی آڑ میں مسلمانوں کی صفوں میں گھسنے کی کوشش کر کے ارتدادی سرگرمیوں میں مصروف ہیں مگر حکام اس کا نوٹس لینے کے لئے تیار نہیں۔ راولپنڈی وفاقی دارالحکومت اسلام آباد کا جڑواں شہر ہے، اس کے انتہائی اہم ترین علاقے سٹیلائٹ ٹاؤن میں انہوں نے ایک رہائشی مکان سے اپنی ارتدادی سرگرمیوں کا خفیہ آغاز کیا اور پھر رفتہ رفتہ اسے ''عبادت خانے'' میں تبدیل کر دیا۔ عہد پرویزی میں ان کو جو حکومتی سپورٹ ملی، اس سے انہوں نے کھلم کھلا مسلمانوں کو گمراہ کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا، جس پر راولپنڈی، اسلام آباد کے علماء اور تاجروں نے یہ معاملہ مقامی حکام اور ذمہ داروں تک پہنچایا، مگر انہوں نے چپ سادھ لی، جس پر علاقے کے مسلمانوں میں اضطراب کی لہر اٹھنا لازمی امر تھا، یوں عوامی سطح پر رابطہ مہم کا آغاز کیا گیا اور اعلیٰ حکام کو متوجہ کرنے کے لئے ہولی فیملی ہسپتال کے قریب اتوار ۲۹ رجنوری کو دن بارہ بجے پُر امن احتجاج کا پروگرام بنایا گیا ہے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت سمیت تمام دیو بندی تنظیمیں، اسی طرح دوسرے مکاتب فکر کی جماعتیں اس احتجاج میں شریک ہو رہی ہیں۔ تمام تاجر تنظیموں اور تمام مکاتب فکر کے علماء نے ایک نکاتی ایجنڈے پر اتفاق کرتے ہوئے وفاق اور صوبائی حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ قادیانیوں کے اس غیر قانونی عبادت خانے کو فی الفور ختم کیا جائے، بصورت دیگر نتائج کی ذمہ دار ضلعی انتظامیہ اور حکومت ہوگی۔ ہمارے حکمران اس وقت تک کسی معاملے کا نوٹس نہیں لیتے، جب تک معاملات قابو سے باہر نہ ہوں۔ قادیانی اقلیت ہیں تو انہیں دوسری اقلیتوں کی طرح اس ملک میں رہنا چاہیے، ملک اور اسلام دشمنی سے باز آنا چاہیے۔ حکمرانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ قادیانیوں کی غیر آئینی سرگرمیوں کا سدباب کرنے کے لئے اقدامات کریں اور اپنے آقاؤں کی دلداری کے لئے مسلم اکثریت کے جذبات اور احساسات کو ٹھیس نہ پہنچائیں۔ چنگاری کو شعلہ اور شعلے کو الاؤ بنتے دیر نہیں لگتی، کیا ضروری ہے کہ فارسی کے اس شعر پر عمل کیا جائے:

ہر کہ دانا کند، کند ناداں

لیک بعد از خرابی بسیار

(دانا اور عقلمند جو کچھ کرتے ہیں، نادان بھی وہی کر لیتے ہیں لیکن بہت زیادہ خرابی کے بعد)۔

(بشکریہ روزنامہ اسلام ۲۹ رجنوری ۲۰۱۲ء)

☆☆......☆☆

قادیانیوں کی غیر قانونی مذہبی سرگرمیاں ایک ماہ میں روکنے کا انتباہ

پابندی نہ لگی تو بزورِ قوت روکیں گے: راولپنڈی میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے تحت جلسہ

راولپنڈی (اے پی پی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائدین نے متنبہ کیا ہے کہ ایک ماہ میں قادیانیوں کی غیر قانونی مذہبی سرگرمیوں پر پابندی عائد نہ کی گئی تو انہیں بزورِ قوت روکا جائے گا۔ ان خیالات کا اظہار مقررین نے اقصیٰ چوک سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی میں جلسۂ عام سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ جلسے میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ جلسے کی صدارت ایکشن کمیٹی کے صدر شرجیل میمن نے کی۔ اس موقع پر مہمان خصوصی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر پیر عزیز الرحمن ہزاروی تھے۔ جلسہ سے مولانا اللہ وسایا، قاضی مشتاق احمد، چراغ الدین شاہ، تاجر راہنماؤں صدیق شیخ، شاہد غفور پراچہ، چوہدری عمران و دیگر نے بھی خطاب کیا۔ اس موقع پر مقررین نے کہا کہ راولپنڈی میں قادیانیوں کی سرگرمیاں حد سے تجاوز کر چکی ہیں، ان کی حرکات مسلم امہ کو گمراہی میں لے جانے کی سازش ہے۔ آئین کی رو سے قادیانی کافر ہیں اور انہیں دوسری اقلیتوں کی طرح ہی رہنا ہوگا۔

(روزنامہ امت کراچی ۳۰ رجنوری ۲۰۱۲ء)

راولپنڈی میں قادیانیوں کی غیر قانونی سرگرمیوں کے خلاف بھرپور احتجاجی جلسہ

راولپنڈی (رپورٹ: مولانا زاہد وسیم)

E-69 سیٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی قادیانیوں کی خفیہ سرگرمیوں کا مرکز تو پہلے ہی سے تھا اُنکی ان سرگرمیوں کی طرف اہل محلّہ نے بھی کبھی توجہ نہ کی، لیکن کچھ عرصہ گزرنے کے بعد قادیانیوں کی سرگرمیاں حد سے تجاوز کرنے لگیں تو اہل محلّہ نے اپنی پریشانی کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت راولپنڈی کے امیر حضرت مولانا قاضی مشتاق احمد صاحب کو کیا اور کہا کہ E-69 صرف ایک مکان قادیانیوں کا ہے لیکن راولپنڈی کے دور دراز علاقوں سے قادیانی یہاں آکر نماز جمعہ، نماز جنازہ ادا کرتے ہیں اور اذان اور تقاریر کی آوازیں بھی روڈ پر سنی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ قادیانی جمعہ کے روز پورے روڈ کو بلاک کر کے مسلح افراد کو متعین کر دیتے ہیں اور ہیوی کیمروں سے ہر آنے جانے والے پر نظر رکھتے ہیں۔ حضرت قاضی صاحب نے راولپنڈی اسلام آباد کے مبلغین سے رابطہ کیا اور 10 ر اکتوبر 2011ء کو پہلا ہنگامی اجلاس ہولی فیملی ہسپتال، سیٹلائٹ ٹاؤن کی جامع مسجد قباء میں رکھا گیا، جس میں راولپنڈی اسلام آباد کی تمام مذہبی جماعتوں کے قائدین نے شرکت کی۔ جس میں حکومت سے یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ مکان نمبر E-69 رہائشی پلاٹ ہے۔ اس کو رہائش کے طور پر ہی استعمال کرنے کا قادیانیوں کو پابند کیا جائے اور ان کی غیر آئینی، غیر قانونی سرگرمیوں کو روکا جائے۔ کچھ عرصہ تک اہل محلّہ کی CPO اور DPO سے کئی ملاقاتیں ہوئیں لیکن سوائے ٹال مٹول کے کچھ حاصل نہ ہو سکا تو 10 جنوری کو دوبارہ تمام مذہبی جماعتوں اور تاجر برادری کا ایک کنونشن جامع مسجد قباء، ہولی فیملی ہسپتال، سیٹلائٹ ٹاؤن میں رکھا گیا۔ جس میں تاجر برادری کے رہنماؤں نے بڑھ چڑھ کر شرکت کی اور یہ طے پایا کہ 29 جنوری 2012ء بروز اتوار کو ایک بھرپور احتجاجی جلسہ قادیانیوں کی عبادت گاہ کے سامنے رکھا جائے۔ تاجر برادری سے تعلق رکھنے والے متحرک نوجوان شرجیل میر کو اس تحریک کا امیر کارواں بنایا گیا اور طے کیا گیا کہ علماء کرام اپنے خطبہ جمعۃ المبارک میں عوام الناس کو عقیدہ ختم نبوت اور قادیانیت کی کفریات سے آگاہ کریں۔ 29 جنوری کے جلسہ کیلئے تیاری شروع کریں اور تاجر برادری بھی اپنے اپنے حلقوں میں سرگرم ہو جائیں۔ اس سلسلے میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر حضرت مولانا قاضی مشتاق احمد صاحب اور مولانا محمد طیب مبلغ تحفظ ختم نبوت اسلام آباد نے تمام جماعتوں کے قائدین سے ملاقاتیں شروع کردیں اور مختلف علاقوں میں اجلاس بلائے۔ راولپنڈی کے مبلغ مولانا زاہد وسیم کی ذمہ داری بینرز، اشتہارات اور دعوت نامے بنوانے پر لگائی گئی۔ تاجر حضرات نے کئی بازاروں میں اجلاس بلانے شروع کر دیئے۔ 24 جنوری 2012ء بروز منگل کو سید چراغ الدین شاہ صاحب نے جامعہ سراجیہ نظامیہ میں علماء کنونشن بلایا۔ جس میں تمام مدارس کے ذمہ دار حضرات نے اس بات کی یقین دہانی کرائی کہ 29 جنوری کے جلسہ میں اپنے اپنے مدارس کے تمام طلباء سمیت شرکت کریں گے۔ 26 جنوری 2012ء بروز جمعرات جمعیت اہلسنت کے زیر اہتمام دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار میں علماء کا اجلاس بلایا گیا۔ جس میں علماء سے اپیل کی گئی کہ 27 جنوری کا جمعۃ المبارک یوم ختم نبوت کے طور پر منایا جائے۔ 26 جنوری بعد نماز عشاء جامع مسجد الرحمٰن میں مولانا قاضی مشتاق احمد صاحب کی صدارت میں جلسہ کے انتظامات کیلئے اجلاس رکھا گیا۔ راولپنڈی تاجر برادری کے تینوں گروپوں شیخ صدیق، شاہد غفور پراچہ اور چوہدری عمران نے آپس میں اتحاد اور محبت کا جو ثبوت دیا وہ واقعی قابل تحسین ہے۔

27 جنوری 2012ء کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے جامعہ سراجیہ نظامیہ میں خطبہ جمعۃ المبارک دیا۔ جہاں ہزاروں لوگوں نے حضرت کا بیان سنا۔ 29 جنوری کی ساری رات رفقاء مجلس تحفظ ختم نبوت نے جلسہ گاہ کی تیاری میں بسر کی۔

29 جنوری بروز اتوار 12:00 بجے دن پروگرام شروع ہوا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مفتی اویس عزیز اور قاری عبد الوحید قاسمی نے سرانجام دیئے۔ تاجر رہنماؤں کے علاوہ مولانا عبد المجید ہزاروی، سید چراغ الدین شاہ، مفتی حنیف قریشی، مولانا قاضی مشتاق احمد، پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی، مولانا اللہ وسایا صاحبان نے خطاب کیا اور آخر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کے امیر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الرؤف صاحب نے دعا کرائی۔ جلسہ میں بلا مبالغہ لاکھوں کی تعداد میں اہل ایمان نے شرکت کی۔ علماء کرام اور تاجر برادری نے متفقہ طور پر انتظامیہ کو ایک ماہ کی ڈیڈ لائن دی کہ قادیانیوں کی E-69 میں ہر قسم کی غیر قانونی، غیر آئینی سرگرمیوں کو روکیں۔ ورنہ انتظامیہ خود ذمہ دار ہوگی۔ ختم نبوت خط و کتابت کورس کے تمام رفقاء اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر حضرت مولانا قاضی مشتاق احمد صاحب کے تمام رفقاء، متعلقین، مریدین نے دن رات ایک کر کے اس پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے پوری کوشش کی۔ ہر اُس مسلمان کو جس نے اس کارِ خیر میں جس قدر اور جس انداز سے حصہ لیا، اللہ تعالیٰ اُن کو دنیا آخرت میں اسکی جزا دے۔ (آمین)

جنت میں گھر بنائیے!

عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت کے زیرِ اہتمام تعمیر ہونے والی جامع مسجد اقصیٰ

سیکٹر ۱۷۔ بی، شاہ لطیف ٹاؤن کراچی، کا تعمیراتی کام تیزی سے جاری ہے

آئیے۔۔۔ اس صدقہ جاریہ میں شامل ہو کر آخرت کی لازوال نعمتیں حاصل کیجئے

رابطہ: 0300-9899402، 0321-2277304